# بزمِ خیر از زید

## درجوابِ بزمِ جمشید

تصوف
3359

مصنّف

3359/2

مولانا حضرت شاہ زید ابو الحسن فاروقی مجدّدی

حضرت شاہ ابو الخیر اکاڈمی دہلی ۶

Marfat.com

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ

رسالہ

# بزمِ خیر از زید

در

# جوابِ بزمِ جمشید

تصنیف

حضرت شاہ ابو الحسن زید فاروقی مدظلہ العالی


طابع و ناشر

شاہ ابو الخیر اکاڈمی درگاہ حضرت شاہ ابو الخیر

شاہ ابو الخیر مارگ دہلی ۶


Marfat.com

86528

جملہ حقوق محفوظ ہیں

644028

بارِ دوم

سنہ ۱۴۰۲ھ سنہ ۱۹۸۲ء

کتاب کا نام :- بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید

صفحات :- ۱۶۰

مصنف :- حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دامت برکاتہ (فاضلِ ازہر)

مہتمم :- ڈاکٹر محمد ابوالفضل فاروقی

طابع و ناشر :- شاہ ابوالخیر اکاڈمی

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ

شاہ ابوالخیر مارگ ۔ دہلی ۶

کتابت :- سید غیاث الحسن مظاہری الکیرانوی

تعداد :- ایک ہزار

قیمت :- [redacted] روپے

Marfat.com

3359/2

# فہرستِ کتاب بزمِ خیر از زید


| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| اداریہ | ۴ | پنجاب کے ایک مولوی صاحب | ۷۹ |
| وجہ تالیف کتاب | ۵ | مولانا عبد العلی کا عمل اور ایک خواب | ۸۳ |
| مولانا جامی کا زرین حکیمانہ قول | ۶ | شاہ عبد الغنی کا مکتوب | ۸۷ |
| رسالہ بزم جمشید | ۸ | سکر اور صحو | ۸۸ |
| اصل واقعہ | ۱۱ | مخدوم الانام کا طریقہ | ۹۲ |
| مولوی اشرف علی اور حافظ احمد کی آمد | ۱۶ | سرزنش مرید | ۹۸ |
| بزم جمشید کی عبارت | ۲۱ | ہمارے بزرگوں کی دوسری نشان | ۱۰۸ |
| هٰذا بصائر للناس | ۲۵ | حضرت عمر کا واقعہ | ۱۱۱ |
| تکلیف کا کیسا قصہ | ۲۶ | انوار مثل تبر دستی کی تبدیل کی طرح | ۱۱۶ |
| مولود شریف | ۲۸ | شیخ عبد الحق کی عبارت | ۱۱۹ |
| حفظ الایمان کی عبارت کی اشاعت | ۳۶ | حلقہ مبارکہ کی کیفیت | ۱۲۲ |
| صحابہ کا عمل | ۳۷ | اصلاح کا حق | ۱۲۴ |
| جائے فکر | ۴۴ | خدا معاف کرے مجھکو نہیں پہچانا | ۱۲۸ |
| مولوی عبد السلام کا واقعہ | ۴۶ | مولوی عبد الرحمٰن کو مکتوب | ۱۳۳ |
| آں راکہ حساب پاک است | ۵۱ | روایت اور درایت | ۱۳۵ |
| خدا کی قدرت دیکھیے | ۵۳ | تدبیر اطبا کی سی | ۱۳۹ |
| چند احادیث مبارکہ | ۶۱ | سیاست بادشاہوں کی سی | ۱۴۳ |
| ابن حجر کی عبارت | ۶۳ | دین اطبا کا سا | ۱۵۱ |
| نماز کے لئے سترہ | ۶۶ | آپ کی رحلت | ۱۵۵ |
| نماز بانیاز | ۶۹ | سلسلہ نسب اور پہلی طباعت کی تاریخیں | ۱۵۸ |


Marfat.com

# اداریہ

حضرت والد ماجد دامت برکاتہ کی یہ تصنیف "بزم خیر از زبیر در جواب بزم جمشید" پہلی بار چار شنبہ ۲۰؍صفر ۱۳۷۶ھ ۳؍اکتوبر ۱۹۵۶ء میں چھپی تھی اور تھوڑے عرصہ میں مطبوعہ نسخے تمام ہو گئے ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء میں "شاہ ابوالخیر اکاڈمی" کی تشکیل ہوئی اور حضرت والد ماجد نے اپنی تمام تالیفات اکاڈمی کو عنایت کر دی۔

شائقین نے بار بار اس کتاب کی طرف اکاڈمی کو متوجہ کیا چونکہ اکاڈمی بعض دوسری کتابوں کی طباعت میں مصروف تھی اس وجہ سے اس کتاب کی طباعت میں تاخیر ہوئی۔

اکاڈمی کی خواہش ہے کہ حضرت والد ماجد کی غیر مطبوعہ کتابوں کو حلیۂ طباعت سے آراستہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اپنے لطف و کرم سے اس خواہش کو پورا کرائے۔

(ڈاکٹر) محمد ابوالفضل فاروقی

جمعہ ۲۷؍ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

۱۵؍اکتوبر ۱۹۸۲ء

Marfat.com

33596

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ، سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ وَبَعْدُ

بندہ عاجز بے مقدار خاک پائے اہلِ خیر و عرفان ابوالحسن زید مجددی فاروقی دہلوی عرض کرتا ہے کہ ماہ شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق مئی ۱۹۵۳ء میلادی کو بعض دوستوں نے رسالہ بزمِ جمشید کے ایک مضمون کی طرف اس فقیر کو توجہ دلائی اور واقعہ کی حقیقت دریافت کی، چوالیس ۴۴ سال پہلے لال کرتی میرٹھ میں قبلہ عالم سیدی وسندی واستادی ومرشدی ووالدی ووسیلتی الی اللہ تعالیٰ حضرت شاہ محی الدین عبداللہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وافاض علیّ وعلی المسلمین من برکاتہٖ واسرارہٖ وانوارہٖ سے جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور جناب مولوی حافظ احمد صاحب دیوبندی

Marfat.com

کی ملاقات ہوئی تھی اس واقعہ کو بزمِ جمشید والوں نے تصرفات کے ساتھ لکھا ہے اور اس پر حاشیہ آرائی کر کے قلبِ حقیقت کی کوشش کی ہے یہ کیفیت دیکھ کر مجھ کو امام الائمہ وسراج الامۃ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ یاد آگیا۔ آپ کی خدمت میں وکیع حاضر ہوئے آپ نے دریافت فرمایا کہاں سے آرہے ہو، عرض کیا شریک کے پاس سے، آپ نے سن کر یہ دو شعر پڑھے۔

اِنْ یَّحْسُدُوْنِیْ فَاِنِّیْ غَیْرُ لَائِمِہِمْ
قَبْلِیْ مِنَ النَّاسِ اَہْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا

فَدَامَ لِیْ وَلَہُمْ مَا بِیْ وَمَا بِہِمْ
وَمَاتَ اَکْثَرُنَا غَیْظًا بِمَا یَجِدُ

عارف نامی حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی قدس اللہ سرہ السامی کا زرین حکیمانہ قول ملا علی بن حسین کاشفی نے رشحات میں نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں (مردم بد نفس چوخواہند کہ عیب کسے بر شمارند، اول بدیہائے کہ در ذاتِ ایشاں موجود است بر زباں جاری می شود آں بہ نہم ایشاں نزدیک تر است) اور قطب شام شیخ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ نے رسالہ ایضاحُ الدلالات میں ایک شعر لکھا ہے۔ شعر کیا ہے بد ظنیوں اور حاسدوں کی حقیقت واضح کر رہا ہے۔ لکھتے ہیں

اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُہٗ
وَصَدَّقَ مَا یَعْتَادُہٗ مِنْ تَوَہُّمٖ

بزمِ جمشید کے اس مضمون کے پڑھنے سے کتنے بندگانِ خدا کو رنج

Marfat.com

پہنچا ہوگا، اور کتنے سادہ لوح حضرت سیدی الوالد کے بارے میں سوئے ظن میں مبتلا ہوئے ہوں گے اس کا علم حضرتِ علام الغیوب ہی کو ہے۔ اس کے تدارک کی صرف یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اصل واقعہ کو لکھ کر معرض عام پر لایا جائے اور جو اعتراضات نادانی اور بے مائیگی کی بنا پر کئے گئے ہیں ان کا جواب با صواب لکھ دیا جائے لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔

اگرچہ مجھ کو اس قسم کی بحث پسند نہیں ہے لیکن موجودہ صورت میں مجھ پر شرعاً لازم ہے کہ حقیقت کا اظہار کردں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ، یعنی گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو گواہی چھپائے گا یقیناً وہ دل کا کھوٹا ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، یعنی اپنے بھائی کی چاہے وہ ظالم ہو چاہے مظلوم مدد کرو صحابہ نے عرض کیا ظالم کی مدد کس طرح کریں، آپ نے فرمایا اس کو ظلم کرنے سے روکو اور آپ کا ارشاد ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی مسلمانوں میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا، پھر آپ نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی وَكَانَ حَقًّا

Marfat.com

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے فضل و کرم سے ایمان والوں کی ضرور مدد کرتے ہیں۔ جب ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنی چاہیے اور اس فعلِ محمود اور سعیِ مشکور کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے مامون اور محفوظ رکھتا ہے تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ اپنے عزیز اور رشتہ دار یا والدین اور استاد یا مرشد و مربی کی اعانت اور ان کی عزت کی حفاظت کتنی ضروری ہے۔ اور پھر جبکہ مجھ کو واقعہ کا علم بتمام و کمال حاصل ہے تو خاموش رہنا کہاں تک جائز ہے لہٰذا اِظْهَارًا لِّلْحَقِيْقَةِ وَبَيَانًا لِّلشَّهَادَةِ وَنُصْرَةً لِّلْحَقِّ وَرِضَاءً لِّلرَّبِّ جو حق بات ہے اور جس کا علم یقینی طور پر مجھ کو حاصل ہے، میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ مُسْتَعِيْنًا بِاللّٰهِ وَمُتَوَكِّلًا عَلَيْهِ وَمُسْتَمِدًّا مِّنْهُ الْهِدَايَةَ وَالتَّوْفِيْقَ، فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهٖ

# رسالہ بزمِ جمشید

عیب مستاں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط
کس ندانست کہ رحلت بہ چساں خواہد بود

کوئی شخص وصل بلگرامی صاحب ہیں انھوں نے اپنے پیر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے انتیس ۲۹ ملفوظات کو رسالہ کی صورت میں

جمع کیا ہے اور جمشید علی خاں صاحب باغپتی کی وجہ سے اس کا نام "بزم جمشید" تجویز کیا ہے اور تاریخی نام خمخانۂ باطن (۱۳۵۸ھ) رکھا ہے اور سید ظہور الحسن صاحب (مالک کتب خانہ امداد الغربا شہر سہارن پور) نے اس کو طبع کرایا ہے۔ اس رسالہ کے اڑتالیس صفحات ہیں، ملفوظ نمبر اٹھائیس صفحہ چھیالیس سطر گیارہ سے شروع ہو کر صفحہ سینتالیس سطر چوبیس پر تمام ہوا ہے۔ یہی وہ ملفوظ ہے جس سے مجھ کو بحث ہے۔ اس رسالہ کے آخیر کے سات اوراق بطور ضمیمہ نمبر دو کے شامل کئے گئے ہیں یہ اضافہ صرف رسالہ کا حجم بڑھانے کے لئے کیا گیا ہے جس کی تصریح وصل صاحب صفحہ چونتیس پر کر رہے ہیں۔ غالباً انھوں نے مشہور حکیمانہ قول (مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى) نہیں سنا ہے، اور شاید ان کو معلوم نہیں ہے (مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتُهْدِفَ) کیونکہ ایسے غلط اور دل آزار مضمون کا چھاپنا کہاں کی عقلمندی ہے اور وہ بھی صرف رسالہ کے حجم بڑھانے کے لئے۔

مولوی بخش اللہ صاحب دہلوی نے ۱۳۴۲ھ ہجری کو اپنے پیر و مرشد کی سوانح حیات لکھی وہ اس واقعہ کے وقت میرٹھ میں بذاتِ خود موجود تھے انھوں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا انھوں نے بطور یادداشت کے اس واقعہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ اگر وہ چاہتے پوری طرح اس کا بیان

Marfat.com

کرتے لیکن دَفْعًا لِلنِّزَاعِ وَرَفْعًا لِتَّگَدُّرِ الْخَوَاطِرِ انھوں نے ایسا نہ کیا، جس پیرایہ سے انھوں نے اس واقعہ کو لکھا ہے وہ سب کے سامنے ہے جس کا دل چاہے صفحہ دو سو دس اور گیارہ کو دیکھ لے یقیناً ان کا یہ فعل دانشمندانہ اور مستوجب صد ستائش ہے فَجَزَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ خَیْرَ الْجَزَاءِ ۔ [1]

وصل صاحب اگر واقعہ کو صحیح طریقہ پر بیان کرتے اور اس پر کسی قسم کی حاشیہ آرائی نہ کرتے تب بھی مضائقہ نہیں تھا۔ لیکن انھوں نے نہ صحت کا خیال رکھا اور نہ اعتراضاتِ سخیفہ سے اجتناب کیا، ان کے اس کام کو اور ان کے نام کو دیکھ کر مثنوی شریف کا شعر یاد آجاتا ہے ؎

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

وہ اپنے خیال میں پیر کی خدمت کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنے پیر کو موردِ ملامت بنا رہے ہیں اگر یہ غلط اور دل آزار مضمون نہ ہوتا تو اس کا جواب کیوں لکھا جاتا۔ سچ ہے، دشمنِ دانا بہ از دوستِ ناداں۔

---

[1] افسوس مولوی بخش اللہ صاحب پنجشنبہ ۲۷ صفر ۱۳۷۳ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۵۳ء میلادی دن کو ساڑھے نو بجے انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

Marfat.com

مولوی اشرف علی صاحب کا بیان کیا تھا اور وصل صاحب نے اس کو کس پیرایہ میں پیش کیا ہے، اس کے متعلق اب کچھ لکھنا بے کار ہے رسالہ بزم جمشید ان صاحبان کا عمل ہے اور رسالہ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید اس کا ثمرہ اور مکافات ہے ۔ ع از مکافاتِ عمل غافل مشو ۔ اس رسالہ کا تاریخی نام "بزم امام زمن محی الدین عبداللہ ابوالخیر" (۱۳۴۷ھ) ہے میں پہلے اصل واقعہ کو بلا کسی تبصرہ اور نقد کے لکھتا ہوں، پھر بزم جمشید کی عبارت حرف بہ حرف نقل کروں گا۔ اور پھر میرا تبصرہ تحت عنوانِ هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ ہوگا فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔

فیض رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

# اصل واقعہ

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ گرمیوں میں چھ ماہ کے واسطے کوئٹہ بلوچستان تشریف لے جاتے تھے۔ اپریل کی بیس پچیس تک جانا اور اکتوبر کی بیس پچیس تک آنا معمولِ شریف تھا۔ چنانچہ رجب ۱۳۲۹ ہجری مطابق

Marfat.com

اکتوبر ۱۹۱۱ء میلادی کو آپ حسب معمول کوئٹہ سے دہلی تشریف لائے یہاں دربار ۱۹۱۱ء کی تیاریاں بڑے پیمانہ پر ہو رہی تھیں، دور دور سے اہلِ دنیا دہلی چلے آرہے تھے۔ آنے والوں میں بعض افراد چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار، پر عمل کرتے ہوئے آپ کے درِ اقدس پر بھی حاضری دیتے تھے۔ اس سے پہلے ۱۹۰۱ء کے دربار کے موقع پر بھی بعض امرا اور ملوک حاضر ہوئے تھے چونکہ آپ کو اس قسم کی آمد اور ایسے افراد کی ملاقات پسند نہ تھی، اس لئے آپ نے مخلصین سے فرمایا۔ چند ماہ کے لئے کہیں باہر جانا بہتر ہے چنانچہ سب کی رائے سے آپ میرٹھ تشریف لے گئے اور وہاں حیدر شاہ کی کوٹھی میں (واقع ولیسٹنڈ روڈ قریب صدر بازار جو تیس ۳۰ روپے ماہوار کرایہ پر لی گئی تھی) آپ نے تقریباً پانچ ماہ قیام کیا۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر روز سہ پہر کو برائے تفریح کسی سواری میں شہر سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ قدرے چہل قدمی فرما کر یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔ سردی کا موسم ہوا مغرب تک ورنہ عشا تک معاودت فرماتے تھے اس لئے ایک لالٹین ضرور ساتھ رہتی تھی میرٹھ کے دورانِ قیام میں بھی آپ کا یہی معمول رہا۔ البتہ اتنی بات تھی کہ آپ سواری میں معظم علی شاہ سر دھنے والے کے باغ تشریف لے جاتے وہاں مغرب کی نماز ادا فرما کے چہل قدمی کرتے ہوئے لال کرتی شیخ وحید الدین شیخ بشیر الدین کی کوٹھی پر تشریف لے جاتے وہاں قدرے

Marfat.com

آرام فرماتے، پھر عشاء کی نماز پڑھتے۔ کبھی آپ چائے بھی نوش فرماتے اور پھر آپ قیام گاہ کو تشریف لے جاتے۔

نماز آپ خود پڑھاتے تھے۔ البتہ جب برادر کلاں حضرت بلال ابوالفیض اَدَامَ اللّٰہُ ظِلَّہٗ عَلٰی رُؤُسِ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ دَعَمَّ فَیْضَہٗ لِلطَّالِبِیْنَ امامت کے قابل ہوئے تو یہ وظیفہ مبارکہ ان سے متعلق ہو گیا۔ نماز کے لئے آپ خاص اہتمام فرماتے تھے نااہل اور اصحاب غفلت کو یارانہ تھا کہ آپ کی نماز بانیاز میں شریک ہوتے، ایسے افراد سے آپ فرمادیا کرتے تھے جاؤ کہیں اور نماز پڑھ لو، ہماری نماز کیوں خراب کرتے ہو۔ جب آپ مصلی پر قدم رکھتے تھے تو بہ آواز بلند فرمادیا کرتے تھے۔ دیکھو ہماری نماز کوئی خراب نہ کرے، بلکہ بعض اوقات آپ صف میں ہر ایک شخص کے پاس سے گزرتے تھے۔ یا آپ محراب میں مصلیوں کی طرف توجہ فرما کر کھڑے ہو جاتے تھے اور مخلصین میں سے ایک شخص ہر شخص کے شانہ پر اپنا ہاتھ رکھتا تھا، اور آپ کے "ہوں" فرمانے پر دوسرے کے شانہ پر ہاتھ رکھتا تھا۔ آپ کی آنکھیں بند ہوتی تھیں دلوں کی طرف دھیان ہوتا تھا۔ ذرا بھی کدورت کسی میں پائی اس کو مرخص فرمادیا۔ بعض اوقات پرکھنے کی خدمتِ جلیلہ کسی باکمال مخلص کے سپرد ہوتی تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ دورانِ نماز میں اگر کوئی پراگندہ دل آکر جماعت میں شریک ہو گیا ہے تو آپ نماز کو بہ اختصار ادا فرما کے بہ آواز بلند فرماتے تھے۔ دیکھو کس نے ہماری نماز خراب کی ہے چنانچہ

Marfat.com

وہ شخص پکڑا جاتا تھا۔ جن دنوں میرٹھ میں قیام تھا، نماز آپ ہی پڑھاتے تھے آپ کی نماز بانیاز لِیْ مَعَ اللّٰہِ سَاعَۃٌ کی تعبیر، اور اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی تصویر ہوتی تھی۔ بعض اہلِ دل اصحاب ذوق، صاف باطن، جن کو علم ہو گیا تھا کہ آپ صلاۃ العشار لال کرتی میں ادا فرماتے ہیں، وہاں پہنچ جایا کرتے تھے، آپ کے انفاسِ قدسیہ کے اثر سے اپنے دلوں کو حیاتِ طیبہ مبارکہ بخشتے تھے اور آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو کر اتم درجہ احسان اور وہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا پورا لطف اٹھاتے تھے رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

جن دنوں آپ کا قیام میرٹھ میں تھا، دیوبند کے حضرات علماء نے وہاں بڑا جلسہ بہ نام موتمر انصار منعقد کیا۔ اتفاق کی بات ہے جہاں جلسہ ہوا وہ مقام آپ کی قیام گاہ کے قریب تھا۔ جس دن سہ پہر کو جلسہ ہونے والا تھا۔ اس دن صبح کے نو بجے جناب مولوی محمود الحسن صاحب آپ سے ملنے تشریف لائے، آپ مولوی صاحب سے بہ محبّت ملے۔ تقریباً ایک گھنٹہ ملاقات رہی۔ مولوی صاحب نے آپ سے جلسۂ موتمر انصار کا ذکر فرمایا اور خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی جلسہ میں شریک ہوں، آپ نے اس بارے میں کسی قسم کا جواب نہیں دیا نہ ہاں کا، نہ نا کا، اور مولوی صاحب بہ احترام مرخص ہوئے۔

اتفاق سے ان ایام میں قصور سے سیّد احمد شاہ صاحب

Marfat.com

سب رجسٹرار آپ کی خدمتِ شریفہ میں آئے ہوئے تھے وہ آپ سے بیعت تھے۔ مولانا عبدالرسول صاحب کے نواسے تھے جو حضرت غلام محی الدین قصوری خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے فرزند اور جانشیں تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔ سید احمد شاہ کے برادر کلاں سید محمد شاہ قصوری اپنے نانا کے جانشین تھے۔ وہ ہر سال مہینہ بیس دن کے واسطے آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے تھے اور سلوک مجددیہ حاصل کرتے تھے۔ سید احمد شاہ صاحب اپنے فرزندِ کلاں سید رووف احمد شاہ کے واسطے خواہر کلاں کو طلب کرنے آئے تھے اور اس سلسلہ میں ان کے ساتھ دو تین افراد بھی آئے تھے۔ ان میں سے ایک پیر سید گلاب شاہ تحصیل دار ریواڑی بھی تھے اور اس معاملے کے سلسلہ میں دہلی سے بھی چند مخلص آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک مولوی بخش اللہ صاحب مؤلفِ سوانح حیات بھی تھے۔

اس دن مہمانوں کے واسطے مزید ایک بگھی آپ نے طلب کی ایک بگھی میں آپ اور ہم ہر سہ برادر اور ایک خدمت گار افغانی اور دو مہمان اور دوسری بگھی میں باقی مہمان سوار ہوئے، جب آپ کی سواری جلسہ گاہ کے قریب پہنچی آپ نے بگھی رکوالی۔ ایک شخص تقریر کر رہے تھے۔ ان کی آواز بگھی تک صاف آرہی تھی، تقریباً آدھ گھنٹہ سواری میں بیٹھے بیٹھے آپ نے تقریر سنی اور پھر وہاں سے

Marfat.com

حسبِ معمول معظم شاہ کے باغ تشریف لے گئے۔ آپ نے اس نرالی شان سے جناب مولوی صاحب کی دعوت کو جامۂ عمل پہنایا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا۔

اس جلسہ میں جناب مولوی اشرف علی صاحب اور جناب مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم دار العلوم بھی تھے۔ ان دونوں صاحبان نے دور سے آپ کو دیکھا اور ان کو جناب مولوی محمود الحسن صاحب کی ملاقات کا حال بھی معلوم ہوا۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ آپ بین العشائین لال کرتی تشریف لے جاتے ہیں۔ چنانچہ بعد مغرب یہ ہر دو صاحبان شیخ فصیح الدین، شیخ وجیہ الدین کے مکان سے جہاں ان کا قیام تھا شیخ وحید الدین، شیخ بشیر الدین کی کوٹھی لال کرتی آپ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے۔ چونکہ ہر دو برادر آپ کے مزاجِ اشرف سے پوری طرح واقف تھے۔ اس لئے انھوں نے ہر دو صاحبان کو آپ کی نشستگاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ با احترام بٹھایا۔ آپ حسبِ معمول اپنے وقت پر پہنچے اور مُستراح پر تشریف لے گئے آپ کے واسطے ایک آرام کرسی کا انتظام ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ اس آرام کرسی پر مُستریح ہوئے۔ دونوں بھائیوں کو جب آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا فوراً بہ صد شوق خدمت بابرکت میں پہنچے اور ازرہِ محبت وعقیدت دو چار منٹ آپ کے مبارک پاؤں کو دبایا پھر برادرِ کلاں نے مولوی صاحب اور حافظ صاحب کی تشریف آوری کا ذکر کیا

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔ ہاں ان کو بلاؤ، ہم ان سے ملیں گے اور جب ہر دو صاحبان تشریف لائے آپ نے مخلصین سے فرمایا ہم ان سے کھڑے ہو کر ملاقات کریں گے۔ چنانچہ مخلصین نے آپ کو سہارا دیا اور آپ ان سے بہ محبت ملے۔ پھر آپ آرام کرسی پر اور ہر دو صاحبان کرسیوں پر بیٹھ گئے، اور مصروف کلام ہوئے۔ حافظ صاحب کی وجہ سے ان کے پدر بزرگوار کا ذکر جمیل آیا۔ آپ نے ان کی تعریف اور ان کے تعلقات کا ذکر فرمایا۔ آپ نے ارشاد کیا مولوی قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب نے حضرت شاہ عبدالغنی سے خانقاہ شریف میں حدیث شریف پڑھی ہے۔ یہ دونوں صاحبان اپنے استاد اور ان کے جائے قیام کا اتنا احترام کرتے تھے کہ کبھی خانقاہ شریف میں جوتی پہن کر داخل نہیں ہوئے۔ ہمیشہ دروازہ کے باہر جوتی اتار کر بہ ادب داخل ہوتے تھے پھر آپ نے مولوی قاسم صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا۔ فرمایا، حضرت والد ماجد کی طبیعت ناساز تھی۔ حلقہ اور توجہ کی خدمت میرے سپرد تھی حرم شریف مکی میں حلقہ ہوا کرتا تھا۔ میں حلقہ اور توجہ سے فارغ ہو کر گھر جانے کو تھا کہ مولوی صاحب مجھ سے آ کر بہ محبت ملے اور حضرت والد ماجد کی خیریت دریافت کی۔ میں نے کہا مزاج شریف علیل ہے۔ مولوی صاحب نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور میرے ساتھ گھر کو روانہ ہوئے۔ چلتے وقت مخلصین میں سے ایک شخص نے حسب معمول سجادہ اٹھایا۔ مولوی صاحب نے کہا یہ خدمت آج

Marfat.com

مجھ کو ملنی چاہیئے۔ چنانچہ اصرار کر کے مولوی صاحب نے سجادہ اٹھایا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ بوجہ ناتوانی کے صاحب فراش تھے۔ مولوی صاحب نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ کر بڑی محبت سے آپ کو دبانے لگے۔ پھر عرض کیا، حضرت ہندوستان میں دو دجال پیدا ہو گئے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ پھر آپ نے مولوی صاحب کی خدمتِ اسلام اور مساعی جمیلہ کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند کا ذکر آیا چونکہ ان دنوں بعض اخبارات اور رسائل میں مدرسہ کی بدانتظامیوں کا چرچا ہو رہا تھا اور اس سلسلہ میں آپ کے مسامع شریفہ تک بھی کچھ باتیں پہنچ چکی تھیں اس لئے آپ نے فرمایا ہم نے سنا ہے مدرسہ پہلے کی طرح اب دین کی خدمت نہیں کر رہا ہے۔ اس پر ہر دو صاحبان نے کہا: حضرت، مدرسہ دین کی خدمت پہلے کی طرح کر رہا ہے بعض مخالفوں نے ذاتی عناد اور فاسد اغراض کی وجہ سے مدرسہ کو بدنام کرنے کے لئے کچھ غلط باتیں اڑائی ہیں جن کا ذکر اخبارات میں بھی آیا ہے۔ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے۔

یہاں تک گفتگو محبت کے پیرایہ میں بہت اچھی ہوتی رہی حاضرین لطف اندوز ہوتے رہے۔ پیر سید گلاب شاہ بھی یہ مکالمہ سن رہے تھے وہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مؤلفِ رسالہ تقدیس الوکیل کے طرف داروں میں سے تھے۔ اس

Marfat.com

موقع پر انھوں نے جیب سے مختصر رسالہ نکالا۔ جس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے ہم خیال علماء کے ناشائستہ اقوال کا ذکر تھا انھوں نے حضرت سیّدی الوالد سے عرض کیا۔ حضور، دین کی خدمت اس طرح پر کی جارہی ہے۔ مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۲۸ پر لکھتے ہیں "۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے اور مثل کنھیا کے جنم کی"۔ اس آخری ناشائستہ عبارت کو سن کر آپ کو بڑا ملال ہوا آپ نے فرمایا، افسوس ہے مولوی خلیل احمد آپ کے ذکر شریف کی مبارک محفل کو ایسی بُری تشبیہ دیتے ہیں اور آپ کے ذکر شریف کی محفل منعقد کرنے سے منع کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی ارشاد کیا جہاں کوئی جلسہ ہوتا ہے حسب ضرورت اور حسب احوال اس جگہ کو پاک اور صاف کیا جاتا ہے اور زیب و زینت دیتے ہیں یہ لوگ میلاد شریف کی مبارک محفل کو اس سے بھی رد کتے ہیں اور پھر آپ نے فرمایا۔ ہم نے سنا ہے مولوی خلیل احمد ایسے شخص کو بیعت بھی نہیں کرتے ہیں جو میلاد شریف کرتا ہو یا اس کا حامی ہو۔ اس موقع پر مولوی اشرف علی صاحب نے کہا مولوی خلیل احمد صاحب جس مولود کو منع کرتے ہیں اس کو آپ بھی منع کریں گے اور بیعت نہ کرنے کی بات درست نہیں ہے۔ آپ سے کسی نے غلط بات کہہ دی ہے چونکہ آپ سے یہ بات مولوی شمس الدین صاحب میرٹھی نے کہی تھی اور وہ اس موقع پر حاضر

Marfat.com

تھے۔آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ارے بھائی جواب دو،
چنانچہ مولوی شمس الدین نے واقعہ بیان کیا۔شاید اس موضوع پر کچھ
گفتگو ہوتی لیکن پیر سید گلاب شاہ نے پھر سب کو اپنی طرف متوجہ
کرلیا اور مختصر رسالہ میں سے مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب
حفظ الایمان کے صفحہ سات کا حوالہ دیتے ہوئے سنایا" دریافت
طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب
ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے
ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے
بھی حاصل ہے" یہ سن کر آپ نے مولوی اشرف علی صاحب سے
کہا کیا یہی دین کی خدمت ہے۔تمھارے بڑے تو ہمارے طریقہ پر
تھے۔تم نے اس کے خلاف کیوں کیا، مولوی صاحب نے کہا میں نے
اس عبارت کی توضیح اپنے دوسرے رسالہ میں کر دی ہے آپ نے
بجواب ارشاد کیا تمہارے اس رسالہ کو پڑھ کر کتنے لوگ گمراہ ہوئے
ہم دوسرے رسالہ کو لے کر کیا کریں۔اس کے بعد تھوڑی دیر خاموشی
رہی، پھر آپ نے فرمایا، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔جس کا وضو نہ ہو،
وضو کرلے، اس موقع پر کچھ لوگ اٹھے اور مولوی صاحب اور حافظ
صاحب بھی اس وقت تشریف لے گئے، آپ نے نماز پڑھائی، حسب
معمول نماز شروع کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا۔ہماری نماز کوئی خراب
نہ کرے نماز سے فارغ ہو کر آپ نے مولوی صاحب اور حافظ صاحب کے

Marfat.com

متعلق دریافت فرمایا کہ یہ دونوں کہاں ہیں، شیخ وحید الدین صاحب نے عرض کیا کہ یہ دونوں صاحبان تشریف لے گئے۔ آپ کے دریافت کرنے سے معلوم ہوتا ہے شاید آپ ان دونوں صاحبان سے کچھ گفتگو فرماتے لیکن مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ

یہ ہے میرٹھ کی ملاقات کا صحیح بیان جس کو چار پانچ ثقہ اشخاص نے روایت کیا ہے۔ اب تک ان میں سے دو افراد بقید حیات ہیں۔ اب میں ناظرین کے سامنے بزمِ جمشید کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ دیکھو صفحہ ۷۶ سطر ۱۱، وصل صاحب لکھتے ہیں۔

# بزمِ جمشید کی عبارت

(۲۸) فرمایا کہ میں مؤتمر الانصار کے جلسہ کی شرکت کے لئے میرٹھ گیا ہوا تھا۔ جلسہ گاہ کے قریب حاجی وجیہہ الدین حاجی فصیح الدین کے یہاں قیام تھا۔ ایک شب کو میں شیخ وحید الدین، شیخ بشیر الدین سے ملنے کے لئے ان کی کوٹھی پر گیا جو آبادی سے باہر ہے تھوڑی دیر میں کچھ آوازیں سنائی دیں اور شیخ وحید الدین اور شیخ بشیر الدین کو دیکھا کہ وہ یہ کہتے ہوئے دوڑے جا رہے ہیں کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں معلوم ہوا کہ مولانا ابو الخیر صاحب دہلوی ہیں۔ ایک لالٹین

Marfat.com

آگے آگے ہے۔ وہاں ایک آرام کرسی خالی پڑی تھی کہ اس پر میزبان تو میری وجہ سے اور میں میزبان کی وجہ سے نہیں بیٹھتے تھے مولانا آتے ہی اس کی برابر کھڑے ہو گئے اور بہ آواز بلند فرمایا یہاں کون کون ہیں چنانچہ جو لوگ یہاں موجود تھے ان کے نام بتائے گئے ان میں میرا نام بھی لیا گیا۔ فرمانے لگے، مجھے تو ان کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا اچھا لالٹین لاؤ میں ان کی صورت تو دیکھوں میں نے دیکھا کہ ان کو میرے پاس آنے میں تکلف ہو گا۔ چلو میں ہی ان کے پاس چلا چلوں۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا۔ انھوں نے لالٹین کی روشنی میں خوب غور سے میرے چہرے پر نظر دوڑائی پھر اسی آرام کرسی پر بیٹھ گئے اور میں اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور مختلف موضوع پر گفتگو ہونے لگی اسی دوران میں ان کی زبان سے نکلا مولوی خلیل احمد صاحب مولود شریف کے یہاں تک مخالف ہیں کہ ایسے لوگوں کو مرید نہیں کرتے، جو مولود شریف کے حامی ہیں اور اس روایت کو اعتراض کے طریقہ سے بیان کیا اور اس سے پیشتر بھی وہ بڑی بڑی ہستیوں کا ذکر حقارت سے کر چکے تھے۔ مثلاً مولوی قاسم اور فلاں فلاں میرے یہاں خانقاہ شریف میں پابرہنہ حاضر ہوتے تھے اب جب مولانا خلیل احمد کی نسبت اس طرح کہا تو مجھے بہت ناگوار ہوا میں نے دریافت کیا کہ یہ روایت آپ نے کس سے سنی ہے اس

86528

Marfat.com

کا راوی کون ہے۔ وہاں ایک اور مولوی صاحب تھے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا بھئی جواب دو، یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے پاس کیا جواب تھا جو دیتے با کیا شہادت تھی جو پیش کرتے میں نے کہا کہ یہ آپ کے راویوں کی حالت ہے میں نے یہ بھی کہا کہ مولانا خلیل احمد صاحب جس مولود کو منع کرتے ہیں اس کو آپ بھی منع کرتے ہیں اس گفتگو اور لہجہ سے میزبان یہ سمجھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکالمہ دوسری صورت اختیار کرلے وہ بیچارے ہم دونوں کی خوشامد کرتے تھے۔ اتنے میں مولانا دہلوی کوٹھی ہی پر نماز کی تیاری کرنے لگے کسی مسجد میں نہیں، اس وقت میرے ساتھ (جناب شمس العلماء) حافظ احمد صاحب (ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بھی وہاں تشریف رکھتے تھے وہ بھی شریک جماعت ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ میں آپ کو اس جماعت میں شریک نہ ہونے دوں گا وہ میرے کہنے سے رک گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے یہ معلوم ہوا کہ مولانا ابوالخیر صاحب نے مصلّی پر جاتے ہی فرمایا کہ میری جماعت والوں کے سوا ــ جو اور لوگ ہوں وہ علیحدہ ہو جائیں یہ سن کر میں نے اس وقت حافظ صاحب سے کہا کہ دیکھئے ایسے ہی احتمالات سے میں نے آپ کو روکا تھا۔ اگر آپ جاتے تو یہی الفاظ آپ کو بھی سننا پڑتے۔

Marfat.com

اس واقعہ کو بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ محقق اور کامل نہ ہونے کی علامت تھی مگر پھر بھی مولانا بہت غنیمت تھے، اب تو ایسے لوگ بھی نہیں ان کے معتقدین اور مریدین زیادہ تر کابلی تھے جو بڑے خوش عقیدہ اور راسخ تھے ۔ یہاں تک کہ مولانا ان کو سخت سخت سزائیں دیتے تھے اور وہ دم نہیں مارتے تھے مولانا کا طریقہ مخدومانہ تھا۔ اسی جلسہ میں اپنی جماعت کے لئے یہ بھی فرمایا تھا کہ جن خادموں کو وضو نہ ہو وضو کرلیں، اور ہمارے بزرگوں کی دوسری شان تھی، وہاں عجز تھا انکسار تھا۔ بھلا ممکن تھا کہ وہ اپنے معتقدین یا متوسلین کو خادم کہہ کر پکارتے وہ تو اپنے خادموں کو مخدوم سمجھتے تھے وہ اتباع رسول میں فنا تھے ان کا اخلاق وہ تھا جو ہمارے رسول کا تھا وہ محقق تھے وہ کامل تھے ان کی شان کمال یہ تھی کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے ۔ غیر کامل کی مثال ایک دھندلے چراغ کی سی ہے جہاں دھواں ہوا اور اس کا نور چھپ گیا اور ہمارے بزرگ محقق و کامل تھے ان کے انوار مثل تیز روشنی کی قندیل کے تھے کہ اگر ہزاروں ظلمات ان کے سامنے جمع ہوں ان سب پر وہی غالب رہے ۔ ایسے کامل کو حق ہے اصلاح کا، جس کی صفات کی نسبت حضرت محی الدین ابن عربی کا ارشاد ہے کہ مربی وہ ہے کہ جس میں یہ تین صفتیں موجود ہوں دین انبیاء کا سا ہو، تدبیر اطباء کی سی ہو اور سیاست بادشاہوں کی

Marfat.com

سی ہو۔ یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ مولوی عبدالمجید نے مجھ سے پوچھا تھا کہ انبیار کا سا دین کس کا ہو سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مراد یہ ہے کہ انبیار کا دین جس طرح دنیوی اغراض سے پاک ہوتا ہے اور یہ مراد نہیں کہ ایسا کامل ہو۔ (انتہیٰ)

# هٰذا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ

---

قلم بشکن سیاہی ریز و کاغذ سوز دم درکش
حسن ایں قصۂ درد است در دفتر نہ می گنجد

**نمبر ۱** لکھا ہے کہ ایک شب کو میں شیخ وحیدالدین شیخ بشیرالدین سے ملنے گیا۔ الخ

**بصیرہ** ۔ اس رات مولوی صاحب اور حافظ صاحب حضرت سیدی الوالد سے ملنے تشریف لے گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ وحیدالدین صاحب نے ان دونوں صاحبان کی آپ سے اطلاع کی اور آپ نے بخوشی ملنا منظور فرمایا۔

**نمبر ۲** لکھا ہے، شیخ وحیدالدین کو دیکھا کہ وہ کہتے ہوئے دوڑے جا رہے ہیں۔ الخ

**بصیرہ** ۔ ان ہر دو برادران صاف کیشان کو آپ سے جو محبت اور عقیدت تھی یہ اسی کا اثر تھا کہ قبلۂ مراداں کی تشریف آوری کا علم

Marfat.com

ہوتے ہی دونوں صاحبان دوڑتے ہوئے آپ کی خدمت بابرکت میں پہنچے۔ اب آمد تیمم برخاست والا معاملہ ہے۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جس جگہ مولوی صاحب اور حافظ صاحب تشریف فرما تھے وہ جگہ اور تھی اور جہاں حضرت سیدی الوالد ماجد تشریف فرما ہوئے وہ جگہ اور تھی۔

**نمبر ۳۔** لکھا ہے۔ وہاں ایک آرام کرسی خالی پڑی تھی الخ

**تبصرہ۔** جناب من یہ تکلف کا کیسا قصہ، آپ جس وقت آرام کرسی پر رونق افروز ہوئے ہیں اس وقت نہ وہاں مولوی صاحب اور حافظ صاحب تھے اور نہ دونوں بھائی تھے۔ دونوں بھائی آپ کے تشریف فرما ہونے کے بعد پہنچے اور پھر پانچ سات منٹ بعد شیخ وحید الدین آپ سے اجازت حاصل کرکے دونوں حضرات کو برائے ملاقات لائے۔

مع ہذا میں کہتا ہوں میزبان دو نفر تھے ان میں جو اخوت یگانگت اور محبت تھی وہ بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ اگر کرسی ہے تو دونوں کے لئے اور اگر آرام کرسی ہے تو دونوں کے لئے سواری میں جب برائے تفریح نکلتے تھے تو دونوں کا لباس بھی ایک رنگ، ایک وضع، ایک قطع کا ہوتا تھا۔ لہٰذا اگر ان کے واسطے آرام کرسی ہوتی تو یقیناً دو ہوتیں یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ایک تو آرام کرسی پر بیٹھتا اور دوسرا کرسی پر۔ اور مہمان بھی دو نفر تھے۔ ایک مولوی صاحب

Marfat.com

دوسرے حافظ صاحب دونوں ہم پایہ و ہم رتبہ، ایک کو آرام کرسی دی اور دوسرے کو کرسی۔ یہ ان دونوں بھائیوں کے اخلاق سے بعید تھا اگر انھیں مولوی صاحب کو آرام کرسی ہی پر بٹھانا منظور ہوتا تو دوسری آرام کرسی طلب کرلی جاتی۔ چونکہ ان دونوں بھائیوں سے اس امر کا مشاہدہ میں خود کرچکا ہوں، اس بنا پر یہ لکھ رہا ہوں مولوی صاحب کو آرام کرسی نہ ملنے کا اور آپ کے آرام کرسی پر رونق افروز ہونے کا بڑا ہی خیال ہوا ہے یہ فقیر کہتا ہے آرام کرسی کیا شے ہے اگر دیدہ و دل کی کرسی کا وجود ہوتا آپ کے لئے وہی پیش کی جاتی۔ عاجز گفتہ

اے بلا گردانِ تو جانم بود — دے فدایت جملہ سامانم بود
در حریم دل فرود آ یک نفس — فرش راحت ہر دو چشمانم بود

یہ عزت اور یہ مقبولیت حضرت واہب العطایا جل شانہ کی دین ہے جس کو چاہے عطا کرے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

ایں آں سعادتے است کہ حسرت برد براں
جو یائے تاج قیصر و ملکِ سکندری

**نمبر ۴** لکھا ہے۔ مولانا آتے ہی اس کی برابر کھڑے ہو گئے۔

**بصیرہ** آپ حسب معمول تشریف لاکر آرام کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ نہ آپ کرسی کے پاس کھڑے ہوئے ہیں اور نہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔

**نمبر ۵** لکھا ہے۔ ان میں میرا نام بھی نام لیا گیا۔ الخ

Marfat.com

**بصیرہ** ۔ مولوی صاحب اور حافظ صاحب کا نام کیا لیا گیا ان دونوں صاحبان کے متعلق شیخ وحید الدین صاحب نے آپ سے عرض کیا اور پھر یہ دونوں صاحبان آپ کے پاس برائے ملاقات تشریف لائے۔

**نمبر ۶** :۔ لکھا ہے۔ ان کو میرے پاس آنے میں تکلف ہوگا۔ الخ

**بصیرہ** :۔ آرام کرسی کے تکلف کا قصہ ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ یہ دوسرا قصہ تکلف کا شروع کر دیا۔ حضرت سیدی الوالد تکلفات سے شناسا نہ تھے۔ آپ کا ہر فعل عزیمت اور حقیقت پر مبنی ہوتا تھا۔ مولوی صاحب اور حافظ صاحب آپ سے ملاقات کرنے تشریف لائے تھے۔ لہٰذا ان دونوں صاحبان ہی کو آپ کے پاس جانا چاہیے تھا۔ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے۔ تکلف کی بحث بے کار ہے۔

**نمبر ۷** لکھا ہے۔ اسی دوران میں ان کی زبان سے نکلا کہ مولوی خلیل احمد صاحب مولود شریف کے یہاں تک مخالف ہیں کہ ایسے لوگوں کو مرید نہیں کرتے جو مولود شریف کے حامی ہیں اور اس روایت کو اعتراض کے طریقہ سے بیان کیا۔ الخ

**بصیرہ** :۔ آپ نے یہ بات اعتراض کے طریقہ سے نہیں فرمائی تھی بلکہ استعجاب اور استغراب کے طور پر کہی تھی کیونکہ مولوی خلیل احمد صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب کے استاد مولانا

Marfat.com

رحمت اللہ صاحب اور پیر حاجی امداد اللہ صاحب نہ صرف میلاد شریف کے حامی تھے بلکہ گرویدہ و دلدادہ تھے ان کا عمل کہتا تھا

اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانَ لَنَا اَنَّ ذِکْرَہٗ
هُوَ الْمِسْكُ مَا کَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب انوار ساطعہ کی تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں۔ " اس زمانے میں جو ہر طرف پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں، اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس وقت فرضِ کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بہ طور نصیحت کے کہتا ہوں ایسی محفل کے کرنے سے نہ رکیں اور اقوالِ بے جا منکروں کی طرف سے جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز التفات نہ کریں "

اور حضرت حاجی صاحب اپنی مشہور تالیف فیصلۂ ہفت مسئلہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

" مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اٹھاتا ہوں "

استاد اور پیر تو یہ ارشاد فرمائیں اور شاگرد و مرید اس کے

Marfat.com

خلاف عمل کریں۔ کیا یہ محلِ استعجاب اور استغراب نہیں ہے۔ یقیناً جائے صد تحیّر ہے۔ بَلْ وَاِنَّھَا مِنْ اَعْجَبِ الْعُجَابِ، اور پھر میں کہتا ہوں اگر آپ نے یہ روایت اعتراض کے طریقہ سے بیان فرمائی تو آپ کا اعتراض یقیناً درست اور بجا ہے کیونکہ محقق استاد اور کامل پیر کی مخالفت کوئی معمولی بات نہیں ہوا کرتی جس سے صرفِ نظر کر لیا جائے۔ یہ تو ایک بہت بڑی بات ہے اور یقیناً محل اعتراض ہے۔ مع ہذا کلہ، میں کہتا ہوں کہ آپ نے یہ بات بر سبیل استعجاب و استغراب بیان فرمائی یا بطریق اعتراض حکایت کی۔ آپ نے کہی ضرور لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے مولوی خلیل احمد صاحب کا ذکر کس مناسبت سے کیا ہے۔ بلا وجہ تو کوئی بھی کسی کے متعلق کچھ نہیں کہتا ہے اور پھر خاص کر آپ تو پسِ پشت کسی کا ذکر برائی کے ساتھ نہیں فرماتے تھے۔ بزم جمشید والوں نے اصلی علت اور حقیقی سبب کے بیان کرنے کو مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن آپ کی بات کو بیان کرنا ضروری جانا تاکہ اپنے عیوب کو پوشیدہ رکھتے ہوئے اور اپنی علمیت اور قابلیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ پر اعتراضات کر کے آپ کو غیر محقق اور غیر کامل ثابت کر سکیں۔ فَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

آپ کے اس بیان سے پہلے پیر سید گلاب شاہ نے میلاد شریف کے

Marfat.com

متعلق براہین کی عبارت پڑھ کر سنائی تھی اور اس مناسبت سے آپ نے یہ بات فرمائی تھی، کیونکہ براہین بھی مولوی خلیل احمد صاحب کی تصنیف ہے اور یہ بات بھی ان ہی کی ہے۔ پھر اس کے بعد سید گلاب شاہ نے حفظ الایمان کی عبارت سنائی یہ ہے۔ اصلِ علّت جس پر بزم جمشید والے پردہ ڈال رہے ہیں۔

اِن عبارات کو سن کر حضرت سیدی الوالد رحمۃ اللہ کو از حد ملال ہوا، کہاں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف کی مبارک محفل اور کہاں جنم کنھیّا کی قبیح تمثیل۔ چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک۔ اور کہاں جناب محبوب علّام الغیوب کا علم غیب چاہے وہ بعض علم غیب ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ کسی خاص چیز کا علم کیوں نہ ہو چاہے وہ چیز عام فہم اور بدیہی کیوں نہ ہو اور کہاں زید و عمرو اور ہر صبی و مجنوں اور حیوانات و بہائم کا علم۔ عقل ز حیرت بسوخت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔ حضرت فریدالدین عطار کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خدا را در الٰہیت اَحَد خواں
نبی را در عبودیّت یکے داں
چو حق اندر خدائی فرد دانا است
نبی در بندگی بے مثل و ہمتا است
یقیں داں تا کہ نشناسی خدا را
نہ دانی قدر و جاہ مصطفیٰ را

Marfat.com

اِن عبارات کو سن کر آپ کا رنجیدہ ہونا یقیناً از کمالِ ایمان ہے۔
تعجب ہے اس مسلمان پر جو اس قسم کی عبارات سن کر متالم نہ ہو بلکہ
حقیقت تو یہ ہے۔ گر سنگ ازیں حدیث بنالد عجب مدار۔

براہین قاطعہ والے اتنا تو خیال کرتے کہ اکثر علماء نے بارہ ماہ
مبارک ربیع الانور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ تولد شریف
بتائی ہے۔ اور یہی قول عالم اسلام میں شرقاً و غرباً شمالاً و جنوباً
براً و بحراً، صدہا سال سے مشہور ہو گیا ہے۔ بلکہ اس مبارک تاریخ کو
تمام عالم اسلام عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کرتا
ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ محفل میلاد شریف میں جناب حبیب
کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے احوال شریفہ بیان کئے جاتے ہیں اور
آپ ہی کا ذکر شریف کیا جاتا ہے۔ ایسا ذکر شریف جس کو اللہ تعالیٰ
نے رفعت دی ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ، اس کا ارشاد ہے
اور یہ بھی معلوم ہے کہ آٹھ سو سال سے بڑے بڑے ائمہ اور عالی
قدر حفاظ اس مبارک کام کو افضل المندوبات لکھتے چلے آئے ہیں
یہ وہ علمائے اعلام ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی خدمت میں اپنی عمریں
صرف کی ہیں اور جن کی کتابیں تمام عالم اسلام کے لئے مشعلِ راہِ
ہدایت بنی ہوئی ہیں۔ اگر براہین قاطعہ والوں کے نزدیک بعض
قیود اور اسباب کی بناء پر محفلِ مبارک منعقد کرنی درست نہیں تو وہ
اِن قیود اور اسباب سے اپنے متبعین کو بوجہ حسن منع کریں لیکن

Marfat.com

اتنا خیال ضرور رکھیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو جانے کی وجہ سے اس مبارک محفل اور تاریخ اور مہینہ کو جو شرف اور احترام حاصل ہوا ہے اس پر کسی قسم کا حرف نہ آئے ؎

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

چہ جائے کہ ایسی بری تمثیل دی جائے جس کو سن کر اللہ کے بندوں کے دل متالم ہوں۔ اگر وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآیۃ زیر نظر ہو تو یقیناً ایسی عبارات سے اجتناب کیا جائے گا۔

سیرت کی کتابوں میں تحریر ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور میں ابن ابی الدنیا۔ ابن عساکر اور ابن مردویہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی لڑکی جن کا نام درّہ تھا۔ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ بعض اشخاص نے ان سے کہا۔ تم تو اس شخص کی لڑکی ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ درّہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت بیان کی۔ آپ کو بڑا ملال ہوا آپ باہر تشریف لائے اور خطبہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یا ایھا النَّاسُ مَالِیْ اُوْذٰی فِیْ اَھْلِیْ فَوَاللّٰہِ اِنَّ شَفَاعَتِیْ لَتُنَالُ بِقَرَابَتِیْ (الحدیث) یعنی اے لوگو میرے رشتہ داروں

Marfat.com

کی وجہ سے کیوں مجھ کو تکلیف پہنچاتے ہو، اللہ کی قسم ہے میری شفاعت میرے ہی رشتہ اور قرابت کی بدولت پائی جائے گی الخ آپ کا اُمتی ہونا اور آپ کا نام لیوا ہونا یقیناً ایک رشتہ ہے اور اسی مبارک رشتہ کے طفیل آپ کی شفاعت نصیب ہو گی اور پھر جس کو آپ سے رشتہ نسبی بھی ہو تو اس کا کیا کہنا ؎

ہاں آپ کی شفاعتِ عظمٰی سے یا نبی
امید ہے کہ حکم مجھے خلد کا ملے ،

علامہ سیوطی مَسَالِکُ الْحُنَفَا کے آخیر میں لکھتے ہیں کہ قاضی ابو بکر ابن العربی سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا حکم ہے ایسے شخص کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام کے بارے میں کہتا ہو کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ قاضی صاحب نے بجواب تحریر کیا۔ جو شخص یہ بات کہے وہ ملعون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا رسانی ہو سکتی ہے کہ آپ کے والد کے بارے میں کہا جائے کہ وہ دوزخ میں ہیں انتہی۔ جائے فکر اور محل خیال ہے کہ کہنے والے نے یہ بات دل آزار عناد یا دلآزاری کی وجہ سے نہیں کہی ہے بلکہ ایک صحیح حدیث کی بنا پر کہی ہے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس پر قاضی صاحب

Marfat.com

جو کہ پانچویں صدی کے ائمۂ اعلام میں سے ایک فرد ممتاز ہیں۔ اور دوسرے ائمۂ کرام اس شخص کو ملعون قرار دیتے ہیں اور اگر خدانخواستہ کوئی بدبخت از روئے عناد یا ایذا رسانی یہ بات کہے تو کیسے جرم عظیم کا ارتکاب کر رہا ہے نجّانا اللّٰہ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ۔ سیوطی رسالہ تنزیہ الانبیاء میں امام شافعی کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ حدیث شریف کے اس جملہ کو لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَۃُ لَقُطِعَتْ یَدُھَا اس طرح روایت کیا کرتے تھے لَوْ سَرَقَتْ فُلَانَۃٌ لِاُمْرَأَۃٍ شَرِیْفَۃٍ، لَقُطِعَتْ یَدُھَا یعنی حدیث شریف میں بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم مبارک ادباً اور احتراماً ذکر نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کے نام کی جگہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک شریف عورت کا نام لیا اور یہ تو علمارکرام کا معمول ہی رہا ہے کہ وہ جب اس حدیث شریف کو پڑھتے ہیں تو بی بی صاحبہ کے اسم شریف کے بعد اَعَاذَھَا اللّٰہُ یا اس کے ہم معنی کوئی دوسری عبارت ضرور پڑھتے ہیں یہ ہے ائمہ کرام کا طریقہ اور یہ ہے نسبتِ مبارکہ کا احترام۔ تفسیر رُوح البیان میں سورہ عبس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ منافقوں میں سے ایک شخص جو اپنی قوم کا امام ہے نماز میں بجز سورۂ عبس کے کوئی سورت نہیں پڑھتا ہے۔ آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اس کو قتل کرا دیا آپ نے اس شخص کے لئے ہمیشہ سورہ عبس پڑھنے سے استدلال کیا کہ وہ قتل کئے جانے کا مستحق ہے الخ: علامہ ابن حجراور

دوسرے ائمۂ اعلام نے صراحتًہ لکھا ہے کہ اس قسم کے صحیح اور ثابت واقعات شریفہ کو عوام کے سامنے ہرگز بیان نہ کیا جائے جن کو سن کر عوام کے دل میں آپ کی عظمت اور بزرگی میں کمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو بلکہ ایسے واقعات بیان کئے جائیں جن کو سن کر آپ کی عظمت، اور احترام میں اضافہ ہو اور آپ کی محبت میں بیشی ہو، اس مہتم بالشان بیان کو علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسائل میں بہت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ آپ کے ذکر پاک اور سیرت مبارکہ، حدیث شریف اور سنتِ طیبہ کا ادب اور احترام اسی طرح پر کیا جائے جس طرح پر کہ آپ کا ادب اور احترام کرنا چاہیئے۔ اور لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف صالح اور گزرے ہوئے ائمہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ حضرت قاضی عیاض چھٹی صدی کے ائمہ کبار میں سے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپس کے اختلافات کی وجہ سے جناب سرور کائنات علیہ ازکی السلام وافضل التحیات کے ذکرِ شریف کی مبارک اور مجید محفل کو ایسی بُری تشبیہہ دی جائے فَالَی اللّٰہِ الْمُفْزَعُ وَالَیْہِ الْمُشْتَکٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِہٖ

حفظ الایمان کی عبارت براہین قاطعہ کی عبارت سے قباحت اور شناعت میں بڑھی ہوئی ہے۔ یہ چار پانچ ورق کا اردو رسالہ ۸ محرم ۱۳۱۹ھ ہجری کو مولوی اشرف علی صاحب نے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔"

اس رسالہ کے چھپتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں عام طور پر مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ کے نیک بندے متحیر تھے کہ مولوی صاحب نے کیا لکھا ہے۔ کہاں جناب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف جا ہے وہ علم شریف ایک بدیہی امر کا کیوں نہ ہو اور کہاں زید و عمرو اور صبی و مجنوں اور حیوانات و بہائم کا علم۔ مولوی صاحب کو خیال کرنا چاہیئے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ سے بالکل ظاہر چیز کے متعلق دریافت فرماتے تھے کہ آیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے اور وہ جواب میں عرض کرتے تھے اللہ اور اس کا رسول ہی دانا ہے۔ آپ نے منیٰ میں دریافت فرمایا اَتَدْرُوْنَ اَیَّ یَوْمٍ ھٰذَا یعنی آیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا

Marfat.com

یہ وسطِ ایام تشریق ہے پھر آپ نے دریافت فرمایا هَلْ تَدْرُوْنَ اَیَّ بَلَدٍ هٰذَا، کیا تم جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے صحابہ نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا هٰذَا الْمَشْعَرُ الْحَرَامِ یعنی یہ مشعرِ حرام ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوب جانتے تھے کہ آپ کا سمجھنا اور دیکھنا کچھ اور ہی تھا کَمَا رَوَاهُ السُّیُوْطِی فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی۔ الحدیث)

پہلی امتیں اپنے انبیاء علیہم السلام کو ہماری طرف التفات فرمائیں کہ موقع پر رَاعِنَا سَمِعَكَ کہا کرتی تھیں چونکہ اس لفظ میں منقصت کا پہلو بھی نکلتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس لفظ کے استعمال سے منع فرما دیا۔ وہ ارشاد فرماتا ہے۔ یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا، اور اللہ تعالیٰ آپ کی تعظیم اور احترام کی تعلیم اس طرح پر فرماتا ہے یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی اے ایمان والو پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور ان کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے بہ زور بولتے ہو۔ کہیں تمہاری کری کرائی محنت اکارت نہ ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

Marfat.com

قاضی ابو محمد بن منصور کا قول علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں اگر کسی شخص کا کوئی برا مقصد نہ ہو یعنی اس کا مقصد نہ حقارت ہو نہ مماثلت ہو۔ اور وہ کہہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور میں بھی بشر ہوں تو اس شخص کو قید کیا جائے اور اس کو خوب سزا دی جائے اور اگر عیاذاً باللہ کسی بری نیت اور مقصد سے یہ بات کہی ہے تو پھر اس کی جزا قتل ہی ہے۔ ذرا خیال کرنا چاہیئے کہ آپ بفرمان رب العزت فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی میں تمھاری طرح ایک بشر ہوں لیکن آپ کے کسی امتی کو سزاوار نہیں کہ وہ کہے کہ آپ بھی بشر تھے اور میں بھی بشر ہوں کیونکہ اس طرح کہنے میں مساوات کا پہلو نکلتا ہے اور چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

درود از حضرتش بر جانِ آں کس | کہ نامد مثلِ او اندر جہاں کس
دریں عالم ہر آں کو برتری یافت | ز خاکِ درگہِ او سروری یافت
بمعنی بُد مقدم بر ہمہ کس | اگرچہ صورتِ او آمد از پس
محمد در شریعت نامِ او داں | ولیکن در حقیقت احمدش خواں
بیفگن میم احمد از طریقت | کہ تا نامش بدانی در حقیقت
خدارا در الٰہیت احد خواں | نبی را در عبودیت یکے داں
چو حق اندر خدائی فرد و داناست | نبی در بندگی بے مثل و یکتاست

Marfat.com

یقیں داں تا کہ نشناسی خدا را ۔۔۔ نہ دانی قدر و جاہ مصطفی را

اس رسالے کے چھپتے ہی مولوی صاحب پر اعتراضات شروع ہو گئے۔ اس موقع پر مناسب تھا کہ مولوی صاحب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جواب اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ پر نظر ڈالتے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا پر خیال کرتے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ پر غور کرتے اور پھر حضرات ائمہ کبار کی تصریحات کو پڑھتے اور اس کے بعد اپنی عبارت پر صاف دل سے غور کرتے یقیناً ان پر ظاہر ہو جاتا کہ عبارت میں بڑا سقم ہے اور اس کا ازالہ واجب ہے۔ لیکن دس سال تک مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی اور ۱۳۲۹ھ کو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے استفسار پر مولوی صاحب نے چار پانچ صفحہ کا رسالہ بَسْطُ الْبَنَانْ تحریر کر دیا۔ اس رسالہ میں انھوں نے اپنی عبارت کی تشریح اور تاویل کی ہے حالانکہ یہ ایک امر بدیہی ہے کہ تشریح اور تاویل اسی وقت کی جاتی ہے جب کلام میں کوئی غموض یا ابہام ہو یا اس کے سمجھنے سے بیشتر افراد قاصر ہوں، مولوی صاحب کی تاویلات میں سے ایک تاویل یہ ہے کہ لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہہ کے لئے نہیں آتا بلکہ اہلِ لسان اپنے محاوراتِ فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ ایسا قادر ہے مثلاً الخ مولوی صاحب کو خیال کرنا چاہیئے تھا کہ یہ رسالہ عوام کے لئے لکھا گیا ہے اس میں ایسی بلیغ عبارت

Marfat.com

لکھنے کی کیا ضرورت تھی جس کے سمجھنے میں عوام کیا خواص اور علمار تک قاصر رہے اور پھر لفظ ایسا تو لغوی بحث ہے اردو کی مستند کتابوں میں اس کو دیکھ لیا جائے صورتِ حال ظاہر ہو جائے گی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ لفظ ایسا دو طرح پر استعمال ہوتا ہے۔ یا تو یہ لفظ صفت واقع ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کے معنی مماثل، مساوی اور اس قسم کا، کے ہوتے ہیں، مثلاً یہ خط تم نے لکھا ایسا خط تو بچہ بھی لکھ لے۔ یہ کام تم نے کیا کیا ایسا کام تو کوئی ہوش مند نہ کرے اور یا یہ لفظ تابع فعل واقع ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کے معنی اس قدر، اتنا عمدہ کے ہوتے ہیں مثلاً تم نے ایسا خط لکھا کہ دل خوش ہو گیا۔ ایسی بات کہی کہ دل میں بیٹھ گئی ایسا پڑھا کہ یاد ہو گیا۔ مولوی صاحب کی عبارت میں لفظ ایسا صفت واقع ہو رہا ہے اور یہ عبارت کہ حضور ہی کی کیا تخصیص ہے معاملہ کو واضح تر کر رہی ہے۔ مولوی صاحب نے اس رسالہ میں اپنی دس سالہ خاموشی کی وجہ اس طرح بیان کی ہے کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔ سبحان اللہ کیا خوب علت بیان کی ہے، مسئلہ کی نزاکت کا خیال نہیں عوام کے ایمان برباد ہونے کا احساس نہیں اور بھلے مانسوں اور بُرے مانسوں کے لکھنے کا اثر لیا جا رہا ہے۔ آخر ایسی عبارت لکھی ہی کیوں جس سے مسلمانوں کے دل متألم ہوئے۔ کنوز الحقائق میں حدیث ہے اِتَّقُوا

Marfat.com

مَوَاضِعَ النُّهُم ۔ لہٰذا خود ہی اپنی سہو کا تدارک کرنا چاہیئے تھا تا کہ نہ عوام کے گمراہ ہونے کا کھٹکا رہتا اور نہ کوئی بدگمانی کرتا ۔

مولوی صاحب نے اس دوسرے رسالہ کو حفظ الایمان کے ساتھ چھپوا دیا ۔ اس رسالہ کو دیکھ کر اللہ کے نیک بندوں کو مزید افسوس ہوا ۔ ان کو کہتے سنا گیا ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ ۔ ہر طرف سے مولوی صاحب پر اعتراضات ہوتے رہے ۔ تیرہ سال اس حالت پر گزرے ۔ آخر مجبور ہو کر مولوی صاحب کے بعض مریدوں نے حیدر آباد دکن سے صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط مولوی صاحب کو ارسال کیا ، اس میں لکھتے ہیں (۱) ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے (۲) جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے ۔ (۳) وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ و بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو (۴) یہ سب جانتے ہیں کہ جناب والا کسی دباؤ سے متاثر ہونے والے نہیں اور نہ کسی سے کوئی طمع جاہ و مال جناب کو مطلوب ہے بجز اس کے کہ عام طور پر جناب کی کمال بے نفسی کا اعتراف ہو اور حکیم الامہ کی شان سے جو توقع

Marfat.com

تھی وہ پوری ہو سکے گی (الخ) اس خط کے بعد مولوی صاحب نے ۱۸ ر صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک رسالہ تغیر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان تالیف کیا۔ یعنی حفظ الایمان کی تالیف کے ۲۳ سال بعد اور میرٹھ کے واقعہ اور بسط البنان کی تالیف کے ۱۳ سال بعد اور قبلۂ عالم حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کے انتقال کے ایک سال بعد مولوی صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت بدلی۔ مولوی صاحب تغیر العنوان میں لکھتے ہیں (جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے دی ہے چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بنا نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا اب سوال ہذا میں جو بنا ربیان کی گئی ہے ایک امر واقعی ہے لہٰذا قبولاً للمشورۃ اس کو لفظ "اگر" کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اسی طرح بدلتا ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو جو کہ اس سوال کے بالکل شروع ہی میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جائے۔

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ الخ۔

رسالہ بسط البنان لکھ کر عبارت کے سقم کو مولوی صاحب نے

Marfat.com

در پردہ تسلیم کیا تھا اور رسالہ تغییر العنوان لکھ کر اس سقم کو قدرے صراحۃً تسلیم کر لیا اور آیت شریفہ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔ اور اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کے پیش نظر اس قسم کی عبارت کا لکھنا قطعاً ناجائز ہے ہاں اگر سہواً کوئی اس قسم کا کام کرے اور آگاہ ہونے پر اس کی اصلاح کر دے تو اس پر کوئی ملامت نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ، کما رواہ ابن ماجہ وغیرہ واوردہ السیوطی فی الجامع الصغیر، واللّٰہ ولی التوفیق۔

**جائے فکر** ۔ مولوی صاحب نے ۱۳۴۲ھ ہجری کو حفظ الایمان کی عبارت بدلی، وہ خود لکھتے ہیں کہ اس عبارت کو اس طرح بدلتا ہوں اور اس کو اس طرح پڑھا جائے۔ لیکن بُرا ہو اس تعصب کا کہ اُن کے بعض بہی خواہ اور طرفدار اب تک حفظ الایمان کو اسی بدنام عبارت کے ساتھ چھپوا رہے ہیں۔ براہین قاطعہ، حفظ الایمان اور اس قسم کے دوسرے رسائل میں جو بے باکانہ اور مُستہجنہ عبارتیں طبع ہوئیں اس نے جوانوں اور بے علموں کے احساسِ ادب پر پورا اثر کیا۔ ان کے دلوں سے جذبۂ احترام نکال دیا۔ لہٰذا ان کے نزدیک عبارت بدلنے کا سوال ہی بے کار ہے۔ ایسے واعظانِ نوخاستہ اگر اپنے وعظ میں اولیائے حق اور اکابرِ امت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفِ

Marfat.com

صَلَاۃٍ وَتَحِیَّۃٍ ۔ کا جتنا بھی استخفاف کریں کم ہے ۔ میں نے اپنے کانوں سے بعض نوجوان واعظوں کے ایسے کلمات سُنے ہیں کہ تَرتَعِدُ مِنْہَا الفَرائِصُ وَتَقْشَعِرُّ مِنْہَا الجُلُوْدُ فَاِلَی اللّٰہِ المُضْتَرَعُ وَاِلَیْہِ المُشْتَکیٰ وَلَا حَولَ وَلَا قُوۃَ اِلَّا بِہٖ

**نمبر ۸** لکھا ہے ۔ اس سے پیشتر وہ بڑی بڑی ہستیوں کا ذکر حقارت سے کر چکے تھے ۔ الخ

**تبصرہ** حضرت سیدی الوالد پر یہ صریح اتہام ہے ۔ اللہ کے نیک بندوں اور بزرگانِ دین کا جو ادب اور احترام آپ کرتے تھے اس کا تعلق دیکھنے سے تھا اس عجالہ میں اس کا کیا ذکر کروں آپ کے احوالِ شریفہ لکھ رہا ہوں وہاں اس کا بیان ہوگا ۔

**نمبر ۹** لکھا ہے ۔ مثلاً مولوی قاسم اور فلاں فلاں میرے یہاں خانقاہ شریف میں برہنہ پا حاضر ہوتے تھے ۔ الخ

**تبصرہ** آپ نے اس طرح پر ارشاد فرمایا تھا " مولوی قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب نے حضرت شاہ عبد الغنی سے خانقاہ شریف میں حدیث شریف پڑھی ہے یہ دونوں اپنے استاد اور ان کے جائے قیام کا اتنا ادب کرتے تھے کہ کبھی خانقاہ شریف میں جوتی پہن کر داخل نہیں ہوئے ہمیشہ دروازہ سے باہر جوتی اتار کر با ادب داخل ہوتے تھے الخ آپ نے صرف ان دو صاحبان کے متعلق یہ فرمایا ۔ آپ نے دونوں کے نام لئے لیکن

Marfat.com

آپ نے نہ فلاں فلاں کہا اور نہ آپ نے میرے یہاں فرمایا۔ یہ سب از قسم اضافاتِ بندہ ہے۔ فلا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ۔

مولوی حافظ احمد صاحب کی وجہ سے ان کے پدر بزرگوار کا ذکر آیا۔ آپ نے جس خوبی اور محبت کے پیرایہ میں مولوی صاحب کی تعریف فرمائی وہ میں اصل واقعہ میں لکھ چکا ہوں۔ افسوس ہے آپ کی محبت اور تعریف کو عداوت اور تحقیر پر لِاَسْبَابٍ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا اللہُ حمل کیا جا رہا ہے۔ سچ ہے محاسن قوم مساوی عند آخرین ہیں دو واقعات لکھتا ہوں تاکہ ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ آپ کا بیان تعریف کا سبب بنتا ہے یا تحقیر کا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھائی کے پوتے مولوی عبدالسلام صاحب اکثر آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ استاد زادگی کی وجہ سے آپ ان کا خیال فرماتے تھے۔ ایک دن آپ مصروف حلقہ و توجہ تھے۔ اس وقت مولوی صاحب آئے آپ نے ان کو اپنے پاس مسند پر بٹھایا پھر بمحبت ان کے پاؤں دبانے لگے پھر مخلصین کو مخاطب ہو کر ارشاد کیا اگر حضرت شاہ عبدالعزیز ہوتے تو قدر کرتے کہ یہ بھی کوئی ہمارا شاگرد ہے۔ اس دن آپ کے پاس جو کچھ تحفہ اور ہدیہ آیا وہ آپ نے مولوی صاحب کو پیش کیا۔ آپ نے علم دین کی عزت کرتے ہوئے اپنے آبار و اجداد کے استاد زادہ کی عزت کی آپ کے پیش نظر

Marfat.com

کوئی دنیوی مقصد نہ تھا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود تھی۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ۔

۱۳۴۶ھ ہجری کو میرا میرٹھ جانا ہوا۔ وہاں صدر کی جامع مسجد سے جب باہر نکلا تو میں نے ایک جماعت کو اپنے سے پانچ سات گز کے فاصلہ پر جاتا دیکھا۔ اس جماعت میں سے ایک شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور پھر یہ جماعت گلی میں ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی میں نے اس وقت اس جماعت میں ایک مرد نحیف سفید ریش کو دیکھا جو سیاہ جبہ پہنے ہوئے تھے۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو وہ محبت ملے اور پھر مجھ سے آگے بڑھ جانے کو کہا چنانچہ میں آگے بڑھ گیا اور بعد میں مجھ کو اپنے رفقاء سے معلوم ہوا کہ یہ صاحب جناب مولوی خلیل احمد صاحب تھے۔ مولوی صاحب نے حضرت شاہ عبدالغنی سے حدیث شریف پڑھی تھی۔ انھوں نے اپنے استاد کی وجہ سے یہ طریقۂ احترام میرے ساتھ مرعی رکھا یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ان کے برادر زادہ کا پوتا ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ خَيْرَ الْجَزَاءِ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ۔

**نمبر ۱۰**۔ لکھا ہے۔ اب جب مولانا خلیل احمد صاحب کی نسبت اس طرح کہا تو مجھ کو بہت ناگوار ہوا۔ الخ

**تبصرہ** جائے فکر ہے کہ بڑی بڑی ہستیوں کی تحقیر پر خاموشی اختیار کی گئی۔ حالانکہ بڑی بڑی ہستیاں یا تو پیر اور استاد ہیں

Marfat.com

یا بمنزلہ برادر استاد کے ہیں اور ایسے افراد کی تحقیر کوئی برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ لوگ آبا ِ معنوی ہیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب برادرِ طریقت تھے اور بھائی کے متعلق خاموشی اختیار کرنی نسبتاً آسان ہے۔ بزم جمشید والوں نے قضیہ برعکس کر دیا ہے۔ اہم کو غیر اہم اور غیر اہم کو اہم قرار دینا یقیناً کسی سبب سے ہے ع۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

بزم جمشید والوں نے اگرچہ واقعہ کو بہت بگاڑ کر لکھا ہے لیکن ان سے ایسی خامیاں رہ گئی ہیں جو ان کی محنت کو بے کار کر رہی ہیں۔ مثلاً خود ہی دونوں بھائیوں کے دوڑ کر جانے کا بیان کیا جا رہا ہے اور پھر خود ہی تکلف اور آرام کرسی کا قصہ چھیڑ رہے ہیں حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ نے نہ تو بڑی ہستیوں کی تحقیر کی تھی اور نہ چھوٹی ہستیوں کی۔ آپ نے تو براہین قاطعہ کی دل آزار عبارت سنی، آپ کو رنج ہوا، پھر حفظ الایمان کی مستہجن عبارت سنی، جس کو تیرہ سال کے بعد مجبور ہو کر خود مولوی صاحب نے بدلا اور اس سلسلہ میں آپ نے جو حق بات تھی اس کا اظہار فرمایا۔ وَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ یُّقَالَ یہ ہے اصل حقیقت جس پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

**نمبر ۱۱** لکھا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ روایت آپ نے کس سے سنی الخ

Marfat.com

**تبصرہ۔** آپ نے یہ روایت مولوی شمس الدین صاحب سے سنی تھی وہ صدر بازار میرٹھ میں رہتے تھے۔ غدر ۱۹۴۷ء میلادی کے بعد غربی پاکستان چلے گئے۔ دو سال ہوئے عازم ملک بقا ہوئے۔ رحمہ اللہ

**نمبر ۱۲۔** لکھا ہے اس کا راوی کون ہے؟ الخ

**تبصرہ** اس کے راوی دو نفر تھے ایک مولوی شمس الدین صاحب اور دوسرے حافظ اشفاق الٰہی صاحب جو صدر بازار میرٹھ میں رہتے تھے۔ یکم مارچ ۱۹۴۷ء میلادی کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ دونوں صاحبان اس شخص سے واقف تھے جن کو میلاد شریف کرنے اور اس کے حامی ہونے کی وجہ سے مولوی خلیل احمد صاحب نے بیعت نہیں کیا تھا

**نمبر ۱۳** لکھا ہے وہاں ایک اور مولوی صاحب تھے۔ الخ

**تبصرہ** ..یہی صاحب مولوی شمس الدین صاحب تھے۔ جنہوں نے آپ سے واقعہ بیان کیا تھا۔

**نمبر ۱۴** لکھا ہے ان کے پاس کیا جواب تھا جو دیتے یا کیا شہادت تھی جو پیش کرتے۔ الخ

**تبصرہ** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی اس طرح پر مدد فرماتا ہے کہ کسی کو خیال بھی نہیں آسکتا۔ ذرا خیال فرمائیں جن مولوی صاحب نے آپ سے واقعہ بیان کیا تھا وہ خود اس موقع پر موجود تھے اور دوسرے راوی حافظ اشفاق الٰہی صاحب بھی موجود تھے آپ نے صرف اے بھائی

Marfat.com

جواب دو" فرما کر جواب باصواب بھی دے دیا اور شہادت درست اور قوی اور مقبول بھی پیش کر دی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ایسی روایت صحیحہ اور ثابتہ کا ابطال صرف باتیں بنا لینے سے نہیں کیا جا سکتا بزم جمشید والے اگر فی الواقع حقیقت کو معلوم کرنا چاہتے تو وہ صدر میرٹھ میں خود اس شخص سے کیفیت معلوم کر سکتے تھے جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور جس کو مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے طریقہ شریفہ میں بیعت نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ شخص اس وقت تک زندہ سلامت موجود تھا بلکہ بزم جمشید والے خود مولوی خلیل احمد صاحب سے اس بات کو دریافت کر سکتے تھے لیکن بزم جمشید والوں کو اس کی ضرورت ہی کیا تھی کیونکہ ان کا مقصد تو حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کی روایت کا ابطال اور استخفاف تھا اور اپنی علمیت کی شان دکھانی مطلوب تھی۔

آتش آں نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آں است کہ در خرمنِ پروانہ زدند

**نمبر ۱۵** لکھا ہے۔ مولانا دہلوی کوٹھی پر نماز عشاء کی تیاری کرنے لگے الخ

**تبصرہ**:۔ آپ اکثر عشاء کی نماز وہاں کوٹھی پر ادا فرماتے تھے جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا پر عمل تھا۔ اس رات کوئی خاص بات نہیں تھی البتہ اس رات کی نماز سلسلۂ کلام کو منقطع کرنے کے لئے اچھا ذریعہ ثابت ہوئی ورنہ کیا معلوم سید گلاب شاہ اور کیا کچھ اپنے مختصر

Marfat.com

رسالے سے پڑھ کر سناتے۔

**نمبر ۱۶** لکھا ہے۔اس وقت میرے ساتھ (جناب شمس العلماء) حافظ احمد صاحب (ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بھی وہاں تشریف رکھتے تھے وہ بھی شرکتِ جماعت کے لئے تیار ہو گئے الخ

**بصیرہ** مشہور مقولہ ہے۔آں راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک حافظ صاحب کا معاملہ بالکل صاف اور پاک تھا، وہ اپنے پدر بزرگوار کے طریقہ پر قائم تھے انھوں نے کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف یا خیال شریف یا ذکر شریف یا محفل میلاد شریف کے متعلق کوئی قبیح تشبیہ نہیں دی تھی اور نہ کوئی دل آزار لفظ زبان سے نکالا تھا اور نہ قلم سے تحریر کیا تھا لہٰذا وہ اس موقع پر کیوں پریشان ہوتے اوروں کی تحریرات سے اُن کو کیا واسطہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔یہی سبب تھا کہ وہ جماعت میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو گئے حافظ صاحب کا جماعت میں شرکت کے لئے تیار ہونا صاف بتا رہا ہے کہ بڑی بڑی ہستیوں کی تحقیر اور خاص کر مولانا قاسم صاحب کی تحقیر کی کہانی قطعاً بے بنیاد ہے۔اگر اس قسم کی ذرا سی بھی کوئی بات ہوتی تو حافظ صاحب کو یقیناً بڑا رنج و ملال ہوتا اور اس حالت میں اگر مولوی اشرف علی صاحب نماز میں شرکت کے لئے تیار ہو جاتے، تو حافظ صاحب ان کو روکتے چہ جائے کہ وہ خود جماعت میں شرکت کے لئے تیار ہوتے، اپنے والد کی تحقیر کو اور پھر ایسے ذی علم اور

Marfat.com

جلیل القدر والد کی تحقیر کو کوئی نہیں برداشت کرتا

حافظ صاحب کی آپ سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ حافظ صاحب نے خوب اچھی طرح دیکھ لیا کہ آپ کو صرف مستہجن عبارات کا رنج ہوا ہے۔ اور اسی کو آپ نے برا سمجھا ہے، یوں آپ ہر دو صاحبان سے بہ محبت ملے اور بہ طریق مودت پیش آئے۔ نفسانیت کا ذرہ بھر شائبہ نہ تھا، اس لئے حافظ صاحب اس ملاقات سے نہ صرف محظوظ اور مسرور ہی ہوئے بلکہ وہ آپ کی محبت لے کر وہاں سے مرخص ہوئے اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس واقعہ کے چند ماہ بعد مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں کوئی جلسہ منعقد ہوا۔ حافظ صاحب نے بہ حیثیت مدرسہ کے مہتمم ہونے کے آپ کو دعوتی خط ارسال کیا۔ آپ نے ان کو اس طرح پر جواب دیا۔ تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میاں محمد احمد کو بعد سلام علیک کے واضح ہو تم نے دو پرچہ مطبوع لفافہ میں بند کر کے بھیجے تھے وہ ہم کو پہنچے تھے تمہاری سعادت مندی اور نیکی ہے مگر ہمارے مزاج سے اور حال سے تم واقف نہیں ہو اگر واقف ہوتے تو شاید ہم کو دعوت نہ دیتے۔ ہم بہ وجہ ضعف کے مجمع میں شریک نہیں ہو سکتے اور نہ ہماری عادت ہے ہم کو معذور رکھو علم دین سکھنا سکھانا ہمارا ایمان ہے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کا طریقہ ہم کو پسند ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ

Marfat.com

وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۔ وَالسَّلَام

**نمبر ۱۷** لکھا ہے۔ خدا کی قدرت دیکھیئے یہ معلوم ہوا کہ مولانا ابوالخیر صاحب نے مصلّے پر جاتے ہی فرمایا کہ میری جماعت والوں کے سوی جو اور لوگ ہیں وہ علیحدہ ہو جائیں یہ سن کر میں نے اس وقت حافظ صاحب سے کہا کہ دیکھئے ایسے ہی احتمالات سے میں نے آپ کو روکا تھا اگر آپ جاتے تو یہی الفاظ آپ کو بھی سننا پڑتے۔ الخ

**تبصرہ** جناب من، آپ نے خداوند کریم جل شانہ زعم احسانہ کی یہ قدرت کیسے دیکھ لی۔ آپ تو نماز شروع ہونے سے پانچ سات منٹ پہلے تشریف لے گئے تھے آپ نے اپنے کان سے یقیناً یہ بات نہیں سنی ہے۔ ضرور کسی راوی نے یہ بات کہی ہے اور اس نے بلا شک وشبہہ حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کے الفاظ کو بدلا ہے آپ کے الفاظ یہ تھے "ہماری نماز کوئی خراب نہ کرے" میری جماعت کا لفظ آپ نے قطعاً استعمال نہیں کیا۔ جماعت بندی اور تفرقہ اندازی سے آپ بالکل الگ تھے ہر بندۂ تقی سے آپ کو محبت تھی اور وہی آپ کی جماعت تھی چاہے آپ سے بیعت ہو چاہے نہ ہو، چاہے آپ سے واقف ہو چاہے نہ ہو، محفلِ مبارک میلاد شریف میں شریک ہوتا ہو چاہے نہ ہوتا ہو، آپ نے سالہا سال جناب مولانا مولوی عبدالعلی صاحب تلمیذِ رشید جناب مولانا قاسم صاحب کے مدرسہ میں جمعہ کی نماز پڑھی ہے۔ اور

Marfat.com

نماز کے بعد گھنٹوں مولوی صاحب اور ان کے نائب جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب اور دیگر افراد سے مصروفِ کلام رہتے تھے بلکہ آپ کے پاس بعض افراد آتے تھے جو مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا خلیل احمد صاحب سے بیعت تھے۔ وہ گھنٹوں آپ کے پاس بیٹھتے تھے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی کو اس بنا پر جماعت میں شریک ہونے سے نہیں روکا کہ وہ آپ سے بیعت نہ تھا۔ جس کا بھی دل صاف ہوا اس نے بغیر کسی کھٹکے کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور مسرور رہا ہاں جس کے دل میں ذرا سا بھی کھوٹ ہوتا تھا یا کسی قسم کی پریشانی اس میں ہوتی تھی وہ آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا تھا چاہے وہ آپ سے بیعت ہی کیوں نہ ہو وہاں تو صرف صفائی قلب کا معاملہ تھا۔ جماعت بندی سے کیا واسطہ۔ مسلمانوں پر جہاں کہیں کوئی افتاد پڑتی تھی آپ بے چین ہو جاتے تھے۔ جنگ بلقان، جنگ طرابلس اور حرب عمومی کے دوران میں جو کیفیت آپ کی تھی اس کا کیا ذکر کروں ہر نماز میں آپ نصرتِ اسلام کے لئے قنوت پڑھتے تھے۔ جس وقت انور پاشا کی شہادت کی خبر آپ کو ملی اور ایک اخبار نے انور پاشا کا فوٹو شائع کیا وہ اخبار اتفاق سے آپ کی نظر سے گزرا آپ زار و قطار رونے لگے اور انور پاشا اور مسلمانوں کے لئے دعائے خیر فرماتے رہے تقریباً آدھ گھنٹہ یہ کیفیت آپ پر طاری رہی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

اور آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا۔ جو اور لوگ ہوں وہ علیحدہ ہو جائیں
آپ نے مولانا خلیل احمد صاحب کا ایک صحیح واقعہ بیان فرمایا، اس کے متعلق تو بزم جمشید والے لکھ رہے ہیں کہ یہ روایت آپ نے کس سے سنی اس کا راوی کون ہے اور پھر استخفافاً کہا جا رہا ہے۔ ان کے پاس کیا جواب تھا جو دیتے یا کیا شہادت تھی جو پیش کرتے اور پھر کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کے راویوں کی حالت ہے اور اب خود بزم جمشید والے ایک سنی ہوئی بات کو جو کہ یقیناً غلط ہے مجہول طریقہ پر بیان کر رہے ہیں نہ یہ بتاتے ہیں کہ ان سے یہ غلط بات کس نے کہی اور نہ راوی کی حالت بیان کرتے ہیں۔ نہ اب جرح سے کچھ بحث ہے۔ نہ تعدیل سے سروکار یہ ہے قدرتِ پروردگار، اور اس کو کہتے ہیں چاہ کن را چاہ درپیش۔
جناب شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہما کے ایک پند سودمند کو نظم فرمایا ہے وہ کہتے ہیں۔

مرا پیر دانائے روشن شہاب        دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر غیر بد بیں مباش        دوم آنکہ بر خویش خود بیں مباش

اگر آپ کو مولوی صاحب یا حافظ صاحب کی نماز میں شرکت ناپسند ہوتی یا آپ کا مقصود ان کا رخصت کرنا ہوتا تو نماز سے فارغ ہو کر آپ ان دونوں صاحبان کے متعلق کیوں دریافت فرماتے آپ کو تو ان دونوں صاحبان کے جانے کا علم بھی اس وقت ہوا جب شیخ وحید الدین صاحب

Marfat.com

نے عرض کیا کہ یہ دونوں صاحبان تشریف لے گئے۔

نمبر ۱۸۔ لکھا ہے۔ یہ محقق اور کامل نہ ہونے کی علامت تھی الخ

بصیرہ۔ اب تک جو کچھ لکھا گیا تھا وہ بمنزلہ تمہید اور توطئہ کے تھا حرفِ مُدّعا تو اب زباں پر آیا ہے۔ اسی مقصد کے لئے روایاتِ موضوعہ کو بیان کیا گیا اور اسی مدعا کے لئے واقعہ کو غلط طریقہ پر ذکر کیا گیا۔ میرے پیش نظر تو حضرتِ جامی کا وہ حکیمانہ مقولہ ہے جو دیباچہ میں لکھ چکا ہوں۔ جب کبھی اس قسم کی بات سنتا ہوں یا ایسی عبارت پڑھتا ہوں تو فوراً ان کا زریں حکیمانہ قول یاد آجاتا ہے اور دل سے حضرتِ قائل رحمہ اللہ کی فراست کا معترف ہو جاتا ہوں۔

آپ حضرات نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم العلیۃ کے طریقۂ شریفہ پر کار فرما تھے جن کے بارے میں حضرت جامی رحمہ اللہ ارشاد کرتے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند ... کہ برند از رہِ پنہاں بہ حرم قافلہ را

ناقصے گر کند ایں سلسلہ را طعن قصور ... حاشا للہ کہ برآرم بہ زباں ایں گلہ را

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ... روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

آپ کے متعلق میں کیا بیان کروں کہ وہ کیا تھے اور آپ کے کمالات اور اوصاف کے بارے میں کیا تحریر کروں کہ وہ کیسے تھے ؎

نہ حسنش آخرے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

Marfat.com

میں اتنا جانتا ہوں کہ آپ اس حدیث شریف کے اتم مصداق تھے خِیارُ کُمُ الَّذِینَ اِذَا رَأَوا ذُکِرَ اللّٰہ ، کما رواہ ابن ماجہ ۔ آپ کی ذاتِ گرامی آپ کے کمال عالی پر دلیل تھی ، آفتاب آمد دلیلِ آفتاب والا مضمون تھا۔ مولوی اختر شاہ خاں صاحب امروہوی ساکن صدر بازار میرٹھ اگرچہ آپ سے بیعت نہ تھے لیکن دل وجان سے آپ کے معتقد اور مداح تھے وہ ۱۳۲۶ھ کو اپنے قصیدہ مدحیہ میں کہتے ہیں

مرحبا اے مظہرِ ذاتِ خدائے لایزال
ویکہ در وصفت زبانِ عقلِ اول گشت لال

مرحبا اے غیرتِ خورشید عالمتابِ دہر
کز ضیارت در دمے آمد مہ کامل ہلال

مرحبا اے مایۂ صد گونہ فخرِ اولیا
کز فیوضِ صحبتِ تو جامِ جم گردد سفال

ہر زماں اہلِ زمیں انداز در رونت مقتبس
می سزد گر گویم آں را آفتابِ بے زوال

افتخارِ صاحبِ اَلْفَقْرُ فَخْرِی گشتی
بس کہ کردی دولتِ دنیائے دوں را پائمال

تو ابوالخیری و محمودی و مسعودِ ازل
خیریت از ذاتِ تو یابد چگونہ انفصال

ہمت مستغرق بحرِ رضا ماند مدام
کے بدامانش نشینند از جہاں گردِ ملال

کے غسانِ دہر را گنجائشے در قلبِ تو
کاتشِ عشقِ خدا دارد دروبس اشتعال

دیو را یَا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا وِردِ شد
بس کہ از دستِ تو می یابد دمادم گوشمال

نسانِ عنقارا چہ داند جغدِ دوں نادر نشد
ناقصے در نشانِ والائے تو کردا قیل وقال

کور باطن ار نیاید در حضورت گو میا
شپرک خورشید را ہرگز نمی خواہد وصال

در حضورت طالباں را مرگ ہم باشد حیات
زندگی باشد مگر در غیبتت جاں را وبال

مختصر گویم کہ نتوانم صفات حصر کرد
با جمالی با جلالی با کمالی خوش خصال

Marfat.com

جو بیدار کورے زمن اوصاف پاکت را دلیل　　گوئیش خود شمس آمد بر وجود شمس دال

آپ کے قدر شناس آپ کے والد ماجد پیر و مرشد حضرت شاہ محمد عمر اور آپ کے اساتذۂ کرام حضرت شاہ عبد الغنی حضرت شاہ محمد مظہر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ردولوی مہاجر، حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر تھے۔ آپ کے قدرداں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر اور مولانا عبد الحق مہاجر شیخ الدلائل تھے۔ آپ کے گردیدہ مولانا مشتاق احمد انبٹھوی مولانا مولوی عبد العلی وغیر ہما تھے کتنے ہی اللہ کے نیک بندے دیکھے گئے جو خود صاحبِ ارشاد اور مقتدائے روزگار تھے آپ کے سامنے زانوئے ادب تہ کر کے بیٹھتے تھے کتنے ہی اللہ کے نیک بندوں کو دیکھا گیا جو آپ کی درگاہ ارشاد پناہ پر حالتِ وجد اور بیقراری میں یہ شعر بہ آواز بلند پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم
چندیں سگانِ کوئے تو یک کمتریں منم

اور کسی کو گریہ وزاری کی حالت میں پڑھتے سنا۔

بر درت اے شاہِ شاہاں آمدم　　مضطر و خاطر پریشاں آمدم
ہمرہٗ صد یاس و حرماں آمدم　　با ہزاراں شوق و ارماں آمدم

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

اور کسی کو بیقراری کی حالت میں کہتے سنا۔

Marfat.com

گر تو خواہی تا شوی بدرِ منیر　　　خاک شو در زیرِ پائے ایں فقیر
عروۃ الوثقیٰ ز کانِ معنوی　　　بحرِ معنی بادشاہِ دہلوی

یہ عاجز آپ کے احوالِ شریفہ کو جمع کر کے کتاب کی صورت میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب یہ کتاب فیض انتساب مرتب ہونے والی ہے [1] جس کو آپ کے احوال معلوم کرنے کی خواہش ہو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ افسوس صد افسوس ایسے یکتائے روزگار ولیٔ حضرت پروردگار کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ محقق اور کامل نہ ہونے کی علامت تھی۔

حَسَدُوا الفَتیٰ اِذ لَم یَنالُوا سَعیَہٗ　　　فَالکُلُّ اَعداءٌ لَہٗ وَخُصُومُ
کَضَرائِرِ الحَسناءِ قُلنَ لِوَجھِھَا　　　حَسَداً وَبُغضاً اِنَّہٗ لَدَمِیمُ

اور یہ بات صرف اس بنا پر کہی جا رہی ہے کہ حفظ الایمان کی ایمان سوز عبارت پر آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کو ٹوکا تھا۔ ایسی عبارت جس کو خود مولوی صاحب نے ۱۳۴۲ھ ہجری کو بدلا۔ افسوس ہے بزمِ جمشید والوں کے نزدیک ایسی بری تحریر پر ٹوکنا بھی جرم عظیم قرار پائے۔ اِلَی اللّٰہِ المَفزَعُ وَاِلَیہِ المُشتَکیٰ۔

بجرمِ عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سرِ بام آ چہ خوش تماشائیست

---

[1] اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے کتاب سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر "معروف بہ مقاماتِ خیر" ۱۳۹۲ھ میں اور کتاب سوانح حیات ابوالخیر "معروف بہ مقاماتِ اخیار" ۱۳۹۴ھ میں مرتب ہو کر چھپ چکی ہیں۔ پہلی کتاب اردو میں ہے اور دوسری فارسی میں اور نام دونوں کتابوں کے تاریخی ہیں۔

Marfat.com

یہ فقیر دلدادۂ کمال پیر دست گیر عرض کرتا ہے کہ حضرت پیر و مرشد رحمہ اللہ اپنی نماز بانیاز میں نا اہل اور بدعقیدہ اور پریشان خاطر افراد کو شریک نہیں ہونے دیتے تھے۔ نا سمجھ، کم فہم اور قلیل العلم لوگ اعتراضات کرتے تھے اور مدعیان تحقیق اس کو کامل نہ ہونے کی علامت سمجھتے تھے ایسے حضرات سے کہتا ہوں۔

اے برادر بے نہایت در گہے است

ہر چہ بر وے می رسی بر وے مایست

فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ، نصِ قطعی ہے انسان کو نہیں چاہیئے کہ وہ اپنے علم پر ناز کرتے ہوئے اللہ کے نیک بندوں کا استخفاف کرے۔

فَاِذَا کُنْتَ فِی الْمَدَارِجِ غِرًّا ثُمَّ اَبْصَرْتَ حَاذِقًا لَا تُمَارِ
لَا تَکُنْ مُنْکِرًا فَثَمَّ اُمُوْرٌ لِطُوَالِ الرِّجَالِ لَا لِلْقِصَارِ
فَاِذَا لَمْ تَرَ الْہِلَالَ فَسَلِّمْ لِاُنَاسٍ رَاَءُوْہُ بِالْاَبْصَارِ

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا ہر کام اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں

دریں بحر جز مرد داعی نہ رفت گم آں شد کہ دنبال راعی نہ رفت
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند برفتند بسیار وسرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہِ صفا تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

Marfat.com

آپ کی صلاۃ معراج نشان اور مظہر اتم درجۂ احسان اور آپ کے مقامات عالی شان کا کیا بیاں میں لکھوں بلکہ حقیقت یہ ہے۔

در مقاماتِ منزلِ جب نا ں

جان من کے رسد بہ مرکب لنگ

مَعَ هٰذَا، فَقَدْ قِيْلَ، مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ، بِنَاءً عَلَيْهِ میں اس سلسلہ میں پہلے چند احادیث شریفہ لکھتا ہوں ذرا ان کو خیال سے پڑھا جائے۔ اختصار کی وجہ سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں پھر کچھ کیفیت تحریر کروں گا۔

۱۔ مشکات کے باب القِرَاۃِ فی الصَّلاۃِ میں مالک۔ احمد، ابوداؤد ترمذی، نسائی سے نقل ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کیا ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کچھ پڑھا تھا۔ ایک شخص نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں نے پڑھا تھا۔ آپ نے ارشاد کیا اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ۔ یعنی میں بھی کہتا تھا کیا بات ہے جو میری قرأت میں رکاوٹ پڑ رہی ہے۔ ابن ماجہ نے اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے۔

۲۔ مشکات باب فی الوسوسۃ میں مسلم سے وہ عثمان بن ابی العاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں شیطان میری قرأت کو خراب کرتا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا، اس شیطان

Marfat.com

کا نام خنزب ہے جس وقت تم کو اس کا احساس ہو تو اس کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تف کر دو راوی کہتے ہیں، میں نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا، اور اللہ نے اس کو مجھ سے دور کیا۔

۳۔ مشکات، کتاب الرقاق میں احمد سے وہ عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرا ایک پردہ تھا اس پر پرندوں کی تصویریں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا عائشۃ حَوِّلِیۡہِ فَاِنِّیۡ اِذَا رَأَیۡتُہٗ ذَکَرۡتُ الدُّنۡیَا۔ یعنی اے عائشہ اس پردہ کو پلٹ دو کیونکہ میں جب اس کو دیکھتا ہوں دنیا یاد آجاتی ہے اور مشکات کے باب الستر میں بخاری کی روایت انس سے ہے کہ آپ نے عائشہ سے فرمایا۔ اَمِیۡطِیۡ عَنَّا قِرَامَکِ ھٰذَا فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ تَصَاوِیۡرُہٗ تَعۡرِضُ لِیۡ فِیۡ صَلَاتِیۡ یعنی اپنے اس باریک پردہ کو جس پر تصاویر ہیں میرے پاس سے دور کر دو کیونکہ نماز میں اس کی تصویریں میرے سامنے پیش آتی رہیں۔

۴۔ مشکات باب الستر میں بخاری اور مسلم سے وہ عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی چادر میں جس پر دھاریاں پڑی ہوئی تھیں نماز پڑھی آپ نے دھاریوں پر نظر ڈالی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے ارشاد کیا میری اس چادر کو لے جا کر ابوجہم کو دے دو، اور ان کی چادر میرے واسطے لے آؤ۔ فَاِنَّھَا

Marfat.com

اَلْهَتْنِیْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِیْ کیونکہ ابھی اس چادر نے نماز میں مجھ کو اپنی طرف متوجہ کرلیا، یعنی میں نے اس کی دھاریوں کو دیکھا اور بخاری عروہ سے وہ اپنی خالہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد کیا کنت انظر الی علمھا وانا فی الصلاۃ فاخاف ان یفتننی۔ یعنی میں نماز میں تھا اور میری نظر اس کی دھاریوں پر پڑی مجھ کو اندلیشہ ہوا کہیں یہ مجھ کو اپنی طرف متوجہ نہ کرلے۔

۵۔ مشکات کے باب صفۃ الصلات، فصل ثالث میں احمد سے نقل ہے وہ ابوہریرۃ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ہم کو پڑھائی آخیر کی صفوں میں ایک شخص نے ایسا عمل کیا جو آداب صلوٰۃ کے منافی تھا سلام پھیرنے کے بعد آپ نے اس شخص کو آواز دی اور فرمایا اے فلاں تجھ کو اللہ کا ڈر نہیں ہے تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح تو نے نماز پڑھی ہے۔ اِنکم ترون انہ یخفی علیّ شئی مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدیّ یعنی شاید تم لوگ خیال کرتے ہو گے کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے کوئی چیز مجھ سے چھپی رہتی ہو گی۔ اللہ کی قسم ہے جس طرح میں اپنے سامنے کی چیز کو دیکھتا ہوں اسی طرح یقیناً میں اپنے پیٹھ پیچھے کی چیز دیکھتا ہوں۔

مشکات مطبوعہ ۱۲۷۱ھ ہجری در مطبع احمدی دہلی کے حاشیہ پر ابن حجر کی عبارت اسی حدیث کی شرح میں لکھی ہے ترجمہ لکھتا ہوں

Marfat.com

"نماز کی حالت میں انتہائے قرب اور ظہور تجلیات کی وجہ سے آپ کے چشم مبارک کی قوتِ شریفہ اس حد تک قوی ہو جاتی تھی کہ آپ پر تمام موجودات کی حقیقتیں ان کی اصلی حالت میں ظاہر ہو جاتی تھیں، آپ پیٹھ پیچھے کی چیز کو بھی اسی طرح معائنہ فرماتے تھے جس طرح سامنے کی چیز آپ کے زیرِ نظر ہوتی تھی چونکہ آپ انتہائے اوجِ کمال پر ہوتے تھے۔ اس لئے تمام موجودات یعنی کائنات کی دیدِ نظر آپ کی جمعیتِ خاطر اقدس کو پراگندہ نہیں کرتی تھی اور نہ آپ کو کوئی شئے اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ فَهُوَ وَاِنِ اسْتَغْرَقَ فِی عَالَمِ الْغَیْبِ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ مِنْ عَالَمِ الشَّهَادَةِ یعنی عالم غیب میں محویت اور استغراق کے باوجود آپ سے کوئی شئے عالم شہادت یعنی عالم ظہور اور مشاہدہ سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی" انتہیٰ

یعنی اگرچہ آپ انوار و تجلیات سے گھرے ہوئے ہوتے تھے اور عالم غیب کے اسرار و لطائف کے دیکھنے سے پوری طرح لطف اندوز ہوتے تھے لیکن آپ پر اس حالت قرب اور حضوری میں بھی تمام کائنات کی حقیقت اور کیفیت منکشف رہتی تھی اور تمام موجودات آپ کے زیرِ نظر ہوتی تھیں۔

ادھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق سے شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

یہ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ نبوت کا مقام ارشاد اور ہدایت کا مقام ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام پر خواب میں بھی غفلت طاری

Marfat.com

نہیں ہوتی، سیوطی خصائص میں بخاری اور مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ تَنَامُ اَعْیُنُہُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُہُمْ اور ابن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ عن عطا ؒ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ تَنَامُ اَعْیُنُنَا وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُنَا اور پھر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ افضل الانبیاء والمرسلین اور محبوب رب العالمین تھے مقام نبوت کے اعلیٰ ترمقام پر فائز تھے۔ تمام عالم کے لئے آپ مبعوث تھے آپ ہر وقت صحو اور ہوشیاری کی حالت میں رہتے تھے۔ سُکر اور بے خبری کے لئے وہاں گنجائش نہ تھی، اور جتنا آپ تقرب اور حضوری کے مقام پر فائز ہوتے تھے اتنا ہی آپ کا صحو بیشتر اور اضافہ ہوتا تھا چونکہ نماز کی حالت تقرب اور حضوری کا اعلیٰ ترین مقام ہے اس لئے آپ کی قوت نظر نماز کی حالت میں انتہائی قوی ہو جاتی تھی اور آپ کی وہ کیفیت ہوتی تھی جو ابن حجر نے کہی ہے۔ فہو صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنِ اسْتَغْرَقَ فِیْ عَالَمِ الْغَیْبِ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ مِّنْ عَالَمِ الشَّہَادَۃِ۔

یہاں پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کائنات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ تمام اشیاء کو دیدۂ سر سے بلاحظہ فرماتے تھے کیا قریب، کیا بعید، کیا حاضر کیا غائب، کیا آگے کیا پیچھے، کیا اوپر، کیا نیچے، آپ کے لئے سب برابر تھا، ایسی حالت

پس اگر پردہ آپ کے سامنے رہے یا نہ رہے، جاذب نظر عمدہ دھاری دار چادر آپ کے بدن اطہر پر رہے یا نہ رہے، سب ایک تھا آپ نے عائشہ صدیقہ سے پردہ ہٹانے کو کیوں ارشاد فرمایا اور دھاری دار چادر ابوجہم کو کیوں ارسال کرائی (ابوجہم نابینا تھے)

چونکہ آپ کا مقام ارشاد کا تھا۔ اور آپ کی امت مامور ہے کہ آپ کی پیروی کرے اس لئے آپ نے امت کی تعلیم کے لئے یہ سب کچھ کیا تاکہ امت نماز کے لئے خاطر جمعی اور یکسوئی کے اسباب مہیا کرے ذرا سترہ پر خیال کرو اور دیکھو اگر سترہ آنے جانے والوں کے لئے اسباب سہولت اور وسائل نجات از عذاب بہم پہنچاتا ہے تو اسی طرح ہر نمازی کے لئے بھی خاطر جمعی اور دل بستگی کا ذریعہ بنتا ہے۔ احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ عورت یا کتا یا بعض دوسری اشیاء کے سامنے سے گزر جانے سے کمالِ صلاۃ منقطع ہوتا ہے۔ اس کا علاج سترہ ہے۔ مشکات میں ابوداؤد اور ابن ماجہ سے نقل ہے وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ یعنی نمازی اپنے سامنے کسی چیز کی اوٹ کرے، اگر کچھ نہ ہو تو اپنا عصا زمین میں گاڑ دے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو ایک خط ہی کھینچ دے پھر کوئی بھی سامنے سے گزرے تو اس کا نقصان نہیں ہے

Marfat.com

اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی سُتْرَۃٍ فَلْیَدْنُ مِنْھَا لَا یَقْطَعُ الشَّیْطَانُ عَلَیْہِ صَلَاتَہٗ، کما فی المشکاۃ۔ یعنی سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیئے تاکہ شیطان اس کی نماز کو خراب نہ کرے ذرا خیال کرنا چاہیئے کہ عصا گاڑ دینے سے اوٹ ہو جاتی ہے، یہ ایک انچ یا ڈیڑھ انچ کی اوٹ کیا کوئی اوٹ ہے کیا نمازی کی نظر سامنے سے گزرنے والوں پر نہ پڑے گی۔ یقیناً پڑے گی اگر وہ دیکھنا چاہے۔ لیکن شارع علیہ السلام نے چھڑی گاڑ کر نمازی کو متنبہ کر دیا کہ اس کے لئے منتہائے نظر اس جگہ تک ہے۔ اس سے آگے جو چیز گزرے اس کو دیکھنا آداب صلاۃ کے منافی ہے۔ سترہ کے آگے سے کوئی شئے گزرے یا نہ گزرے نمازی کے لئے سب یکساں ہونا چاہیئے۔ نمازی کی شان اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ سے سمجھنی چاہیئے۔ خشوع دل کی فروتنی۔ انکساری اور لگاؤ کو کہتے ہیں۔ اللہ سے لگاؤ اسی وقت رہ سکتا ہے کہ دوسری اشیاء کی طرف دھیان نہ بٹائے۔ سجدہ کی جگہ سے نظر متجاوز نہ ہو، اکثر علماء احناف نے کہا ہے کہ خط سے سترہ کرنا نہ کرنا برابر ہے کیونکہ اس سے مقصود حاصل نہیں ہوتا اور دور سے خط نظر نہیں آتا۔ لیکن علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں کہتے ہیں۔ اَلسُّنَّۃُ اَوْلٰی بِالْاِتِّبَاعِ مَعَ اَنَّہٗ یَظْھَرُ فِی الْجُمْلَۃِ۔ اِذَا الْمَقْصُوْدُ جَمْعُ الْخَاطِرِ بِرَبْطِ الْخَیَالِ بِہٖ کَیْلَا یَنْتَشِرَ۔ علامہ ابن ہمام کی توجیہ

Marfat.com

یقیناً وجیہ ہے۔ خط کھینچ دینے سے نمازی نے اپنی حد نگاہ مقرر کر دی اور اللہ سے لگاؤ پیدا کرنے کا سامان مہیا کر لیا تو پھر خط کا ہونا نہ ہونے کے کیسے برابر ہو سکتا ہے۔ یہ خط تو درجۂ احسان کے پانے کے لئے اچھا ذریعہ بن رہا ہے۔ اَلْاِحْسَانُ، اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ کیونکہ جب قلب کو ارتباط پیدا ہو گا اور یک سوئی حاصل ہو گی تو درجۂ احسان نقد وقت ہو گا۔ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ مِنْھُمْ۔

نماز ایک مہتم بالشان عبادت ہے جماعت کی صورت میں امام اور مقتدی میں اشتراکِ عمل ہے ایک کو دوسرے سے پورا لگاؤ ہے اس لئے ضروری ہے کہ امام اور مقتدی میں یک جہتی اور ہم آہنگی پائی جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک تو اپنے پروردگار سے دل لگائے اور دوسرا "برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر" کا مصداق بنا ہے۔ ایسی صورت میں اتحادِ عمل کب باقی رہتا ہے۔ رفقاء میں سے ایک کی خرابی سے سب کے کام میں خرابی واقع ہوتی ہے۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را، یہی سبب ہے کہ ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے جس سے مقتدی ناخوش ہوں تاکہ عمل میں اخلاص اور صفائی قلب مفقود نہ ہو، جو شخص مقتدیوں کی ناخوشی کا خیال نہیں رکھتا ہے وہ زمرۂ ثلاثہ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُھُمْ آذَانَھُمْ میں شامل ہے۔ مشکٰوۃ نے یہ حدیث ابو داؤد، ترمذی، اور نسائی سے نقل کی ہے مقتدی

اگر آداب صلاۃ کے منافی کوئی عمل کرے گا تو یقیناً صاف دل امام کی نماز میں خلل پڑے گا۔ اسی لئے آپ نے ایک شخص سے کہا انی اقول مالی أنازع القرآن اور دوسرے ارشاد کیا ألا تتقی اللہ الا ترٰی کیف تصلی۔ آپ نے جو کچھ فرمایا امت کی تعلیم کے لئے فرمایا تاکہ مقتدی امام کے لئے پریشانی کا سبب نہ بنے اور امام مقتدی کیلئے فتور کا باعث نہ ہو ؂

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اس بیان کے بعد اب میں جناب پیر و مرشد برحق رحمہ اللہ کے نماز بانیاز کی کچھ کیفیت تحریر کرتا ہوں ۔ وَأَقُوْلُ

فَاقْرَاهُ بِالتَّفْكِيرِ وَاعْلَمْ جَيِّدًا — لَا تَحْكُمَنْ قَبْلَ الْخِتَامِ فَتَنْدَمَا
فَالْحُكْمُ فَرْعٌ عَنْ تَصَوُّرِهِ فَإِنْ — تَسْلُكْ سَبِيلًا غَيْرَهُ لَا تَسْلَمَا
وَاللّٰهُ يَهْدِينَا الصَّوَابَ فَإِنَّهُ — أَهْلٌ لِذَاكَ وَفَضْلُهُ قَدْ عَمَّمَا
صَلَّى الْإِلٰهُ عَلَى الْحَبِيبِ الْمُصْطَفٰى — وَالْآلِ وَالصَّحْبِ الْكِرَامِ وَسَلَّمَا

نماز تو اشرف العبادات واحسن الطاعات اور رمز بندگی اور معراج مومن ہے اس کے لئے تو جتنا بھی اہتمام کیا جائے کم ہے آپ تو کوئی کام نہیں کرتے تھے جب تک آپ کے قلب کو اطمینان نہ ہوتا تھا۔ کیا کسی سے ملنا کیا کسی سے نہ ملنا، کیا کوئی بات فرمانی، کیا

Marfat.com

کسی کا ہدیہ قبول کرنا کیا کسی کو کچھ دینا۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل وجان سے عاشق تھے۔ اکثر آپ احادیث شریفہ کی کتابوں کا مطالعہ فرماتے تھے۔ بالخصوص مسند شریف حضرت امام احمد حنبل کا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مسند شریف کا پانچ مرتبہ مطالعہ اول سے آخر تک کر چکا ہوں۔ یہ کتاب ہر وقت آپ کے پاس رہتی تھی آپ کے ہر کام میں للٰہیت اور اخلاص تھا۔ آپ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ کے اتم مصداق تھے، یہ عاجز کہتا ہے۔

ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود ہمہ تن پائے در راہِ رضا بود
ہمہ تن دیدہ بہرِ دیدِ جاناں ہمہ تن لب برائے ذکرِ سبحان
نہ دیدے گر رضائے حق نہ دیدے نہ گفتے نے برفتے نے شنیدے
بہ باطن کل زِ نورِ پاک بودہ بہ ظاہر پیکرش از خاک بودہ

ہر کام کے واسطے آپ اہتمام فرماتے تھے اور بالخصوص نماز کے لئے جو اہتمام آپ کرتے تھے فی زمانہ تو کیا متقدمین میں بھی بہت کم اس کی نظیر ملے گی، جب آپ استنجے فرماتے تھے تو آبدست کے بعد ایک کپڑے سے استنجا خشک کرتے تھے بغیر مسواک کے کبھی وضو نہیں کیا۔ وضو کرنے سے پہلے کرتہ اتار دیتے تھے۔ تاکہ مستعمل قطرے نہ پڑیں۔ ایک لوٹے سے بہ کمالِ احتیاط وضو فرماتے تھے، وضو کر کے جب آپ فارغ ہوتے تھے تو آپ کے چہرۂ مبارک

Marfat.com

پر نظر نہیں ٹھیرتی تھی ۔ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ (كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِي وَمُسْلِم) کا کامل نمونہ ہوتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نماز کے لئے جب آپ تشریف لے جاتے تھے بہ تمام وکمال نماز کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اس وقت بعض اوقات بعض اہلِ نسبت اور پاک باطن افراد پر یہ ظاہر ہوتا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کی نظر زمین پر رہتی تھی، مسجد شریف جاکر آپ مصلیوں کی کیفیت دیکھتے تھے۔ اہل غفلت اور بدعقیدہ افراد کو آپ نماز میں شریک نہیں کرتے تھے۔ بعض علماء اور نیک افراد نے مجھ سے کہا کہ ہم آپ کے حلقہ میں ہوتے تھے جب آپ نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تھے۔ ہم چلے جاتے تھے۔ کیونکہ ہم کو اطمینان نہیں تھا کہ دورانِ صلاۃ میں وسوسہ پیدا نہ ہو، جب آپ تکبیر تحریمہ باندھتے تھے گویا ہر دو عالم سے ہاتھ جھاڑ لیتے تھے۔ جب آپ قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کرتے تھے محسوس ہوتا تھا کہ ایک نور کا دریا بہ رہا ہے۔ بعض افراد کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کلام پاک کا گویا نزول ہو رہا ہے۔ اس وقت نمازیوں کی عجب کیفیت ہوتی تھی، کوئی زار وقطار روتا تھا، کوئی عالم بے خبری میں اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا تھا، کوئی بے ہوش ہوکر گر پڑتا تھا اور کوئی بحرِ فنا میں غوطہ لگاتا تھا کہ نماز ہوجاتی تھی، سنن ونوافل پڑھ کر سب چلے جاتے تھے

Marfat.com

اور وہ تیاما لرب العالمین کی کیفیت میں رہتے تھے۔ آپ فرائض میں قرآن مجید از اول تا آخر بترتیب تلاوت فرماتے تھے قرأت آپ کی قدرے طویل ہوتی تھی جب آپ قرآن مجید کا ختم فرماتے تھے کھانا لیکا کر سب کو کھلاتے تھے رمضان المبارک میں کچھ اور ہی لطف ہوتا تھا حافظ نیاز احمد صاحب فرزند شیخ عبدالرحمٰن سولہ سترہ سال کی عمر میں ۱۳۲۱ھ یا ۱۳۲۲ھ کو آستان فیض نشان پر سہارنپور سے حاضر ہوئے سعادت ازلی ان کی رہبر تھی اور لطفِ خداوند اُن کے شاملِ حال تھا باوجود کم عمری کے ایسا صدق دل اور عزم راسخ ساتھ لے کر آئے تھے کہ باید و شاید۔ اتفاق سے انہی ایام میں بہ اشارۂ غیبی حافظ قاری عبدالغنی صاحب اپنے وطن شام شریف سے آپ سے بیعت ہونے آئے ہوئے تھے۔ پانچ چھ سال وہ آپ کی خدمت بابرکت میں رہے کیا دہلی اور کیا کوئٹہ وہ آپ کے پاس رہے۔ آپ سے سلوک مجددیہ طے کیا اور مراتب عالیہ کو پہنچے۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب وہ آپ کے پیچھے تکبیر تحریمہ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی آنکھوں سے سیلِ اشک جاری ہوتا تھا، اور کبھی حقیقتِ صلاۃ کے انوار کے بحرِ ذخار میں ایسے ڈوبتے تھے کہ ان کو کسی چیز کی خبر نہ رہتی تھی، نماز ختم ہو جاتی تھی، مسجد شریف خالی ہو جاتی تھی لیکن وہ اسی پہلے قیام میں کھڑے کے کھڑے رہتے تھے بہ آخر آپ کی خلافت اور اجازت سے سرفراز ہو کر افغانستان جا کر

Marfat.com

قیام کیا۔ پچیس بائیس سال وہاں مقیم رہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ نے حافظ نیاز احمد کو قاری عبد الغنی صاحب کے سپرد کیا۔ ان کی محنت ٹھکانے لگی اور حافظ نیاز احمد فن تجوید میں ماہر ہو کر ہر طرف قاری نیاز احمد صاحب کے نام سے مشہور ہوئے اور قبلۂ مراداں و کعبۂ مشتاقاں کی تربیت و توجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو گروہ اولیاء کو تراویح پڑھانے کی خدمتِ جلیلہ سے ممتاز فرما کے امام المتقین بنایا۔ فَهَنِيئًا لَهُ ثُمَّ هَنِيئًا لَهُ۔

چند سال بعد آپ نے قاری نیاز احمد کو فن قرآت کی تعلیم دینی شروع کی ابتدا میں ہر سال ایک امام کی ایک روایت کی تعلیم دیتے تھے۔ آخر میں ہر دو روایت کی تعلیم دینے لگے تھے اور وہ اس ایک روایت یا ہر دو روایت سے قرآن مجید تراویح میں بہ کمال تبتّل اور ترتیل پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صوتِ عالی اور شیریں بھی ایسی دی تھی کہ سُبْحَانَ الْخَلَّاقِ الْعَظِیْم۔ اس نماز بانیاز معراج نشان مظہرِ اتم درجۂ احسان میں شریک ہونے کے لیے پروانہائے انوارِ نبوت، اور وارفتگانِ بادۂ وحدت صدہا میل کا پاپیادہ سفر طے کر کے غزنی، قلاتِ غلجی، مُقر، کٹواز۔ زَنداور۔ قندھار، ژوب، پشین وغیرہ سے مستی کناں، اشک ریزاں، افتاں و خیزاں ہمچو بید لرزاں تقریباً ایک سو نفر پہنچ جاتے تھے ان کے حسب احوال سرآد حدی کا یہ شعر میں پاتا ہوں

خوش آنکہ بندم در رہت بر ناقہ محمل از وطن    خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بسر غلطم بہ تن

Marfat.com

بعض افراد جو آپ سے بیعت نہ تھے لیکن حلاوتِ باطنی سے کچھ آشنا تھے اس گروہِ خاشعین میں شریک ہو کر لطف اندوز ہوتے تھے سبحان اللہ نماز میں کیا خضوع، کیا خشوع، کیا ذوق، کیا شوق، کیا وجد، کیا درد، کیا فغاں اور کیا نالہ ہوتا تھا اور وہ کیسے کیسے اللہ کے خاص بندے تھے جو اس نعمت غیر مترقبہ سے لطف اندوز ہوتے تھے اور وہ کیسی ذات جامع البرکات تھی جو شمعِ رسالت کے ان پروانوں کو جمع کئے ہوئی تھی، یہ عاجز کہتا ہے۔

قبلۂ عالم ابوالخیرِ کبیر ذخر دیں عبداللہ آں قطبِ شہیر
داشت از گردوں محی الدین لقب مولدش دہلی و فاروقی نسب
باکمال و بُد عریق اندر کمال چوں مجدد داشت جدِ بمثال
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است در گمانِ من مقامش برتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب یک دمش از مذنباں شستے ذنوب
چوں ندارد تابِ وصفش را زباں زاں نویسم خادمانش را بیاں
طالباں را ہر چہ باشد از کمال بر علوِ کعبِ استاذ است دال
خادمانِ نشاں بسوز و دردِ دل ہمچو پروانہ بہ شمعِ مشتعل
آہ وزاری بود الیشاں را شعار عشق حق می داشت نشاں را بیقرار
از شرابِ معرفت بیہش بُدند رُبَّ اَشْعَثْ را مثالِ خوش بُدند
گریے را چشم بودے اشکبار دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
گریے از شوق وجذبہ می طپید دیگرے از وجد جامہ می درید

Marfat.com

چوں بہ حلقہ می نشستے پیشِ پیر ہمچو ہالہ گردِ آں ماہِ منیر
ہر یکے مبہُوت گشتے از جمال محو اندر ذاتِ پاکِ ذوالجلال
بے خبر گشتے ز اَخبارِ عیاں باخبر گشتے ز اَسرارِ نہاں
گر تو میدیدی جمالِ انجمن کلکِ حیرت می گزیدی در دہن
می گزشت اندر دلت چندیں سوال بر زبانِ حال رفتے ایں مقال
ایں گروہِ انس بینم یا مَلَک یا قمر را با نجوم اندر فلک
جذبۂ اصحاب چوں بینم نہاں برکتِ خیر القروں چوں شد عیاں
ہیچ گاہے من نہ دیدم مردماں زیں صفت با ایں نَمَط اندر جہاں
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا دیدنِ شاں یادِ حق بخشد ترا
بس ہمیں تعریفِ نیکاں آمدہ بس ہمیں توصیفِ مرداں آمدہ
ختم سازم وصفِ شاں بر ایں کلام تاکہ قولِ مصطفےٰ یابد ختام
حیف بیند چشمِ گیتی بعد ازیں نیک مرداں ہمچو ایشاں بر زمیں
یاکہ بیند مردماں را در قیام در لیالیہاے برکت از صیام
آں صلاۃِ با حضور و با خشوع ختمِ قرآں با قرارت با خضوع

رحمتِ حق روز و شب بر شاں بود
روحِ شاں در خلد بس فرحاں بود

پونے دس بجے تراویح شروع ہوتی تھی اور ڈھائی تین بجے فارغ ہوتے تھے تراویح کے بعد سحری کھانے کا موقع مل جاتا تھا۔ ابتدائی چار راتوں میں سوا سوا پارہ اور پھر ہر رات کو ایک ایک پارہ پڑھا

جاتا تھا۔ انتیس کی رات کو ختم شریف ہوا کرتا تھا۔ قاری نیاز احمد رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ جن آیاتِ شریفہ میں حضرات انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کا ذکر آتا تھا مجھ کو محسوس ہوتا تھا کہ یہ حضرات تشریف فرما ہیں اور کلام پاک کا استماع فرمائے ہیں اور جنت یا دوزخ کے موقع پر فکانا رأی عین کا ظہور ہوتا تھا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ وَعَلیٰ وَالِدَیْہِ وَعَلیٰ کُلِّ مَنْ صَلّیٰ خَلْفَہٗ وَنَالَ رِضَارِیْہِ وَعَلیٰ مَنْ رَبَّاہُ فَاَحْسَنَ تَرْبِیَتَہٗ، قاری نیاز احمد کا ایک شعر یاد ہے۔ اپنے پیر و مرشد برحق کے بارے میں کہتے ہیں ؎

لیتے ہی نام مرشد ہاں اے نیاز دیکھو
کوسوں ہے بھاگی ظلمت وقتِ سحر سے پہلے

یہ فقیر از سر تا پا غرق لجۂ تقصیر خاک پائے اقدامِ شریفۂ جناب پیر دستگیر درخدمتِ اَصحاب روشن ضمیر عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالے کے نیک بندوں کا دل آئینہ کی طرح صاف ہوتا ہے جو چیز سامنے آئی فوراً اس کا عکس ظاہر ہوا ۱۳۳۹ھ کو حضرت سیدی الوالد تین دن کے واسطے پانی پت تشریف لے گئے صدہا نفر آپ سے ملاقات کرنے آئے اور آپ نے سبھی سب کو ملاقات کا موقع دیا۔ کسی کی طرف آپ نے خاص توجہ مبذول نہ فرمائی۔ ایک شخص نے جب آپ سے مصافحہ کیا آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور بہ محبت اُن کو اپنے پاس

Marfat.com

بٹھایا اور ان پر خاص شفقت اور عنایت فرمائی۔ جلسہ برخاست ہونے پر بعض مخلصین نے اس شخص سے دریافت کیا کہ تم کون سا نیک عمل کرتے ہو جس کی بدولت آج اس عنایت کے مستحق ہوئے۔ زیادہ دریافت کرنے پر وہ مرد صالح بولے افسوس آج بیس سال کے بعد میرا راز ظاہر ہو رہا ہے۔ میں محبت اور اخلاص سے دلائل الخیرات مداومت کے ساتھ پڑھتا ہوں بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو میرے عمل کی خبر نہیں رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد شریف فتحپوری دلی۔ اکثر آپ کے پاس آتے تھے اور آپ بھی ان پر خاص نظر عنایت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب آئے اتفاق سے اسی وقت ایک دوسرے صاحب بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ دربان نے ہر دو صاحبان کی اطلاع کی، آپ نے دوسرے شخص کے متعلق فرمایا کہ یہ اپنے گھر میں ایسے کام کرتا ہے (آپ نے اس کی بعض خامیوں کا ذکر کیا) اور اب یہ مجھ سے ملنے آیا ہے۔ یہ سن کر جناب مولوی صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ پردہ پوشی بہتر تھی۔ آپ نے کیوں اس کے عیوب کو ظاہر کیا پھر مولوی صاحب کو دوسرا خیال آیا کہ اب اس وقت گھر لوٹ جانا بہتر ہے۔ اس دوسرے خیال کے آتے ہی آپ نے دربان سے فرمایا مولوی مظہر اللہ کو بھیج دو، چنانچہ مولوی صاحب آپ کے پاس گئے چونکہ پہلے خیال کا اثر دل میں موجود تھا، آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب

Marfat.com

کر کے فرمایا۔ "مولوی مظہر سب ایک طرح کے نہیں ہوتے ہیں، کسی سے نرمی کسی سے سختی کرنی پڑتی ہے۔ میں کیا کروں یہ نا اہل اسی قابل تھا" یہ فرما کر آپ نے مولوی صاحب کی تشفی کر دی اور وہ خیال رفع ہوگیا۔

ایک مرتبہ آپ خانقاہ شریف میں رونق افروز تھے ایک اللہ کے نیک بندے مزاراتِ پُرانوار پر حاضر ہوئے فاتحہ پڑھ کر چلے گئے۔ ان کے جاتے وقت آپ نے حاضرین سے فرمایا دیکھو دیکھو اس شخص کا قلب انار کی طرح صاف اور سرخ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا، تم لوگ کہتے ہو اس بڈھے کو کیا ہوگیا ہے کہ لوگ اس سے ملنے آتے ہیں اور یہ ان کو جھڑک دیتا ہے اور ان سے نہیں ملتا۔ کیا کروں میری نظر قلب پر ہوتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص جب رخصت لے کر گیا تھا تو قلب کی کیفیت اچھی تھی اور اب یہ اس کو خراب کر کے لایا ہے تو غصہ آجاتا ہے اور اس کو نکال دیتا ہوں میں تو تمہاری بھلائی کے لئے کرتا ہوں" کوئی صاف رَدِش پاک مَنِش نہیں کہہ سکتا کہ وہ آپ کے پاس آیا ہو اور آپ اس سے بہ محبت نہ ملے ہوں۔ میں ایک واقعہ لکھتا ہوں ذرا خیال سے اس کو پڑھنا چاہیئے۔ کوئٹہ بلوچستان میں قاری نیاز احمد تراویح پڑھا رہے تھے، ائمہ سبعہ میں سے ایک امام کی قرأت سے کلام پاک کی تلاوت ہو رہی تھی، تراویح آپ اپنے صحن خانہ میں پڑھا کرتے تھے

Marfat.com

چوں کہ ہر کس و ناکس کو اندر آنے کی اجازت نہ ملتی تھی اس لیے بعض افراد جو حافظ صاحب کی قرات سننے کے خواہشمند ہوتے تھے۔ شارع عام پر دروازے کے باہر صف بنا کر شریک ہو جاتے تھے۔ پنجاب کے کوئی مولوی صاحب کوئٹہ آئے ہوئے تھے، شوق استماع کلام پاک ان کو کھینچ لایا۔ دروازے کے باہر وہ بھی شریک ہو گئے جمعہ کی شب تھی، قاری نیاز احمد بہ ذوق و شوق مصروفِ تلاوت تھے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے حقیقت صلاۃ اور حقیقت قرآن کے بحرِ انوار میں محو تجلیات تھے۔ ائمہ کی قرأت میں جو اختلاف ہے وہ اہلِ فن پر ظاہر ہے چنانچہ حافظ صاحب نے تعلمون کو جو حفص کی روایت میں یا کے ساتھ ہے تعلمون تا کے ساتھ پڑھا جیسا کہ ان دوسرے امام کی قرارت میں ہے مولوی صاحب کو اس مبارک فن کا علم نہ تھا۔ ان کو خیال ہوا کہ حافظ صاحب کو تشابہ ہوا ہے اس لئے انھوں نے بلند آواز سے فتحہ دیا، سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا۔ ہماری نماز کس نے خراب کی ہے لاؤ اس کو چونکہ آپ نے بہ زور یہ بات فرمائی، مولوی صاحب نے سن لی اور وہ خوف کی وجہ سے بہ عجلت تمام آنکھوں سے اوجھل ہو گئے جمعہ کے دن آپ کلام پاک کا دَور جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد میں کیا کرتے تھے اور قاری نیاز احمد کو تعلیم دیا کرتے تھے صد ہا نفر صرف کلام پاک سننے کے لئے وہاں جمع ہو جاتے تھے، چنانچہ نماز جمعہ کے بعد حلقہ درس مرتب ہوا وہ مولوی صاحب جو رات کو

Marfat.com

روپوش ہوئے تھے وہ بھی اس مجمع میں حاضر تھے، نہ آپ نے کبھی مولوی صاحب کو دیکھا تھا اور نہ کسی نے آپ سے ان کے متعلق کچھ عرض کیا تھا کہ رات کو فتحہ دینے والے یہ شخص ہیں اس وقت حدیث اِتَّقُوا فِرَاسَۃَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ کا مظاہرہ ہوا، آپ نے صدہا نفر کے درمیان مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا، رات تم نے ہماری نماز کیوں خراب کی ۔ تم کو معلوم نہیں کہ کتنی متواتر قرائتیں اور پھر کتنی روائتیں ہیں پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

عشقت رسد بہ فریاد گر تو بہ سان حافظ
قرآن ز بر بخوانی با چاردہ روایت

آپ نے مولوی صاحب پر ذرا تیز نظر ڈال کر جو یہ بات فرمائی، وہ تاب دید نہ لا کر لرزہ براندام ہو کر بادیدہ گریاں بہ صد عاجزی آپ کے دست و پا بوس ہوئے اور اپنی لاعلمی اور ناواقفی کی وجہ سے جو سہو و تقصیر اُن سے ہو گئی تھی اس کی معافی چاہی وہ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر بہ دل و جان آپ کے قائل ہوئے ۔

نگاہِ مست تو آں را کہ مستفید کند
ہزار پیر خرابات را مرید کند

آپ تو خناس کے شر سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے تھے خناس اگر جنی ہوتا ہے انسی بھی ہوتا ہے مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ کو دیکھنا چاہیئے، انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں شَیَاطِیْن

Marfat.com

الاِنْسِ وَالجِنِّ پر نظر رکھنی چاہیئے۔

اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ اَنْوَاعٌ مُّتَنَوِّعَۃٌ ... مِنْهَا المُوَسْوِسُ وَالآتِیْ بِتَلْبِیْسٍ

وَشَرُّهَا مَنْ کَمِثْلِ النَّاسِ صُوْرَتُهٗ ... فَرْخُ الرَّجِیْمِ اَخُو الاَغْوٰی بِتَاْسِیْسٍ

خنزب کا تو کام ہی نماز کا خراب کرنا ہے جیسا کہ آپ نے عثمان بن ابی العاص سے ارشاد فرمایا ہے اور پھر شیطان کا کھٹکا تو سب کے ساتھ لگا ہوا ہے بڑی ہستیاں ہوں چاہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم میں سے ہر ایک کا ایک رفیق شیاطین میں سے ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کا بھی ہے ارشاد کیا۔ میرا بھی ہے لیکن اللہ نے مجھ کو اس پر مقدرت دیدی ہے وہ میرا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا ہے۔ لہٰذا بھلائی کے سوی کسی بات کے لئے وہ مجھ سے نہیں کہتا۔ انتہیٰ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ نے شیطان کے شر سے محفوظ کر لیا تھا۔ نہ شیطان آپ کے کسی کام میں خرابی ڈال سکتا تھا اور نہ کبھی آپ کی صورتِ مبارکہ میں ظاہر ہو سکتا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَمَثَّلُ بِیْ آپ کا فرمان ہے۔ یہ بات اوروں کو کہاں نصیب ہے۔ مشکات شریف کی کتاب الطہارہ فصل ثالث میں نسائی کی حدیث اور اس کی شرح میں اشعۃ اللمعات کی فارسی عبارت بصیرہ ۲۷ میں ذکر کر رہا ہوں، بزم جمشید والے ذرا خیال سے پہلے اس مبارک حدیث کو پڑھیں اور پھر سیدی الوالد کی طرف متوجہ ہوں

Marfat.com

اور بزرگ ہستیوں کے انوار کا ذکر کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جو کیفیت نماز کی حالت میں ہوتی تھی اس کا بیان کون کرسکتا ہے
بعض اشخاص نے صرف طہارت اچھی طرح نہ کی تھی وضو کے آداب و
سُنَن کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ جو کہ عبادتِ مَقصُودْ بِالذّات بھی نہیں ہے
اور اس کے بھی بعض سنن اور آداب کو۔ ان لوگوں کی وجہ سے حبیبِ
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں متاثر ہوئے۔ تو پھر اوروں کی کیا بساط
ہے جب کہ اُن کے پیچھے نہ صرف سنن اور مستحبات کے چھوڑنے والے
ہوں بلکہ فسق و فجور میں مبتلا رہنے والے افراد ہوں۔ اُن کے قلوب
میں زیغ ہو، اُن میں اَنَانِیّت اور خود ستائی ہو اُن میں دسیوں نقائص
ہوں اور وہ مقتدی بنے کھڑے ہوں تو کس طرح صاف دل امام کی
نماز میں خلل نہیں آئے گا۔ جس شخص کی نماز میں ایسے افراد کی شرکت
سے فرق نہ پڑے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ صفائی قلب سے اس کو دُور
کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ چہ جائے کہ صاحبِ نسبت یا صاحبِ انوار
ہو، رہے اہلِ سکر اور اصحابِ استغراق تو اُن کا بیان عنقریب آنیوالا
ہے۔ حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کو جو عقیدت اور محبت جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی وہ اپنا پورا اثر دکھا رہی تھی
ایک دن جنگل میں آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، نماز کے بعد
آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی پہلے تو آپ نے اپنے والد ماجد
رحمۃ اللہ علیہما کی "لبیک ریختہ" کے چند بند بڑی نیاز مندی سے پڑھے، پہلا



Marfat.com

بند یہ ہے۔

یہ کیا آج ہے شان لبیک لبیک ہے بخشش کا سامان لبیک لبیک

فدا ہوں دل وجان لبیک لبیک الٰہی میں قربان لبیک لبیک

میں لایا ہوں ایماں لبیک لبیک

اور پھر آپ نے یہ تین شعر فی البدیہ نظم کر کے پڑھے۔ جس وقت آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ بارگاہِ رسالت کے حضور میں عرض کر رہے ہیں۔

امام اہلِ دینی یا محمد سراج المرسلینی یا محمد

بہ درگاہت نیازِ اہل عالم تو بے شک نازنینی یا محمد

طوافت می کند اہلِ سماوات تو بر روئے زمینی یا محمد

اسی محبت اور عشق کا اثر تھا جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ بعض اوقات اہلِ نسبت اور پاک باطن افراد آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت میں دیکھتے تھے۔

حضرت الشیخ الولی استاذی مولانا مولوی عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کے شاگرد اور جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے خاص تلمیذ اور شیدا تھے یہ وہ ذات بابرکات تھی جن کے سامنے مولوی اشرف علی صاحب زانوئے ادب طے کرتے تھے اور جن کے دستِ مبارک کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے آپ مدرسہ عبد الرب میں رہتے تھے بلکہ یہ مدرسہ ہی آپ کے دم سے مدرسہ بنا تھا۔ حضرت سیدی الوالد نے سالہا سال اس مدرسہ

Marfat.com

ہیں جمعہ کی نماز پڑھی ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد مولوی صاحب سے ملاقات ہوتی تھی اور بڑی دیر تک بہت ہی پر لطف اور بابرکت محفل جمی رہتی تھی۔ مولوی صاحب بخاری شریف کے افتتاح، یا اختتام کے موقع پر آپ کو بلاتے تھے اور آپ بہ شوق تشریف لے جاتے تھے۔ مولوی صاحب احیاناً فرطِ شوق کی حالت میں آپ کے گوشۂ دامن کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے مجھ کو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے۔

دلم گرویدۂ بوئے حبیب است
زہے بوئے کہ از کوئے حبیب است

ایک مرتبہ مولوی صاحب نے اپنا خواب اس طرح پر لکھ کر ارسال کیا "مدرسہ میں آپ ٹہل رہے تھے اور ٹہلتے ٹہلتے اچانک پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں آپ تبدیل ہو گئے۔" میرٹھ کے واقعہ کے بعد جب آپ نے بڑے پیمانے پر صاحب وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ صَلَوٰتُ اللهِ عَلَيْهِ کے مبارک ذکر شریف کی مُبارک اور مُنوّر اور مُمجّد اور مُکرّم محفل منعقد فرمائی تو مخلصین نے اشتہار چسپاں کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا۔ شوق سے اشتہار طبع کراؤ اور ہر جگہ چسپاں کر دو آپ نے اشتہار کے واسطے یہ شعر تجویز فرمایا ؎

دربارِ عام گرم ہوا، اشتہار دو
جن دل بشر سلام کو آئیں پکار دو

Marfat.com

مدرسہ کے طالبان علم شریف نے اس مبارک بزم میں شرکت کا قصد کیا مولوی صاحب کو اس کا علم ہوا آپ نے سب کو بلا کر ان الفاظ سے نصیحت فرمائی۔

"حضرت شاہ صاحب کے ہاں تم سب بہ خوشی جاؤ لیکن خیال رکھو وہاں بہت ادب سے رہنا کسی قسم کی چوں چرا نہ کرنا شاہ صاحب کو ناراض نہ کرنا ان کی ناراضگی سے مجھ کو ڈر لگتا ہے"۔

نیک بندوں کی رضا رب کی رضا
قہر اُن کا موجب قہر خدا

جناب مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی ۱۳۵۶ھ ہجری کو سمر ہل شملہ میں حضرت برادر کلاں اور اس عاجز سے ملے ان کے ساتھ ان کے خلیفہ مولوی حافظ عبد الغنی صاحب پنشن امام مسجد کشمیریاں شملہ بھی تھے تقریباً سوا گھنٹے مولوی صاحب بیٹھے اس تمام عرصہ میں وہ حضرۃ سیدی الوالد کا ذکر خیر ہی کرتے رہے۔ آخر میں حافظ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کو یہ سب دولت ان کے اخلاص کی بدولت ملی تھی ان کا ہر کام اخلاص پر مبنی تھا"۔

عشقِ رسول اور اتباع رسول صلوات اللہ علیہ ہی کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں آپ کو وہ بلند مقام عنایت کیا تھا جو اولیائے امت میں افراد کاملین سے مخصوص ہے۔ نماز میں قرب و حضوری کے اعلٰے

Marfat.com

مدارج اور انوار و تجلیات کے کثرت توارد سے آپ کے دیدۂ دل
میں ایسی بصیرت پیدا ہوتی تھی کہ تمام مقتدیوں کی حقیقت
پوری طرح سے آشکارا ہو جاتی تھی ان کے خیالات فاسدہ، اوہام باطلہ
اور عقائد نامرضیہ پردہ کی تصاویر کی طرح آپ کے آئینہ قلب پر ظاہر
ہو جاتی تھیں اور یہ جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے محبت
اور پیروی کا کرشمہ تھا کہ بے ادب اور فاسقوں کے شریک جماعت
ہونے سے آپ فوراً متاثر ہو جاتے تھے۔ آپ نے تو حضرت
محبوب عَلَّامُ الغُیُوبِ عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالتَّسلِیمَاتُ کی پیروی اور
اتباع کرتے ہوئے ان سب چیزوں کو دور کرنے کی کوشش
فرمائی ہے تاکہ آپ کی اور مقتدیوں کی نماز یک سوئی اور خاطر جمعی
اور دل بستگی کے ساتھ اعلیٰ مدارج احسان سے ادا ہو، آپ نے
مدۃ العمر از ابتدائے شباب تا دمِ واپسیں کمالِ صلاۃ کے لئے
جو سعی فرمائی وہ آپ جیسے مکمل افراد کے لئے واجب تھی
اگر آپ اس قسم کا اہتمام نہ فرماتے تو یقیناً ادائے واجب میں
مقصر رہتے حَسَنَاتُ الاَبرَارِ سَیِّئَاتُ المُقَرَّبِینَ مشہور مقولہ ہے
مجھ سے آپ کے ایک بخاری مخلص نے کہا جو مکہ مکرمہ میں آپ سے
بیعت ہوئے تھے اور وہیں رہ گئے تھے کہ ایک مرتبہ آپ حرم
شریف کی مغرب کو آئے نماز ہو چکی تھی آپ نے جماعتِ ثانیہ کی
سورہ فاتحہ کے بعد آپ نے سورۂ قریش پڑھی، جس وقت آپ نے

Marfat.com

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ پڑھا اس وقت انوار وتجلیات کا ایسا ظہور ہوا کہ اکثر مقتدی اس کی تاب نہ لا کر سر بسجدہ ہو گئے۔ یہ ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ کی ایک مثال۔ ایک مرتبہ کسی کے عقدِ نکاح کی محفل میں آپ تشریف لے گئے وہاں حضرت حاجی امداد اللہ اور آپ کے اساتذہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مہاجر اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ مہاجر رحمۃ اللہ علیہم بھی تشریف رکھتے تھے۔ نماز کا وقت ہوا حضرت حاجی صاحب اور آپ کے اساتذہ نے اصرار فرما کر آپ کو امام بنایا۔ آپ نے نماز پڑھائی، اور سب لطف اندوز ہوئے یہ تینوں حضرات آپکے صفائے قلب اور خشوع فی الصلاۃ کی کیفیت سے پوری طرح واقف تھے، اسی باعث دل سے آپ کے قدرداں تھے رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ

یہ کیفیت اسے ملتی ہے ہو جس کے مقدر میں
مے الفت نہ خُم میں ہے نہ شیشہ میں نہ ساغر میں

آپ کے حضرت جدّ امجد کے برادر محدّثِ دار الہجرہ علی صاحبہا الف صلوٰۃ وتحیہ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نہایت ہی مہربان اور مشفق استاد تھے خورد سالی ہی سے وہ آپ کے اطوار سعادت آثار ملاحظہ فرمائے تھے اور دل سے آپ کی قدر فرماتے تھے چونکہ آپ کا قیام مکہ مکرمہ میں تھا۔ حضرت نے آپ کو خط لکھا اور اشتیاق ملاقات کا اظہار اس طریقہ سے فرمایا۔ آپ کا خط یہ ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم از عبدالغنی، فرزند عزیز مولوی ابوالخیر و والدِ ایشاں سلام خوانند مکتوب شما رسید، از اشتغالِ ایشاں بہ علوم دِینیّہ و اُمورِ یقینیّہ مسرور شدم طوبیٰ لِمَنْ اٰثَرَ مَا یَبْقیٰ عَلیٰ مَا یَفْنیٰ۔ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِی ظِلِّہٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ، شَابٌّ نَشَاءَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ (الحدیث)

بہ کدام آئینہ مائلی کہ ز فرصتِ ایں ہمہ غافلی
تو نگاہِ دیدہ بسملی مژہ واکن و بہ کفن در آ

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا محمدٍ وّاٰلہٖ وسلم (انتہیٰ)

اہلِ بصیرت تو اس طرح پر آپ کی قدر کرتے تھے جو اِن حقائق سے بے خبر ہو اور وہ تنقیص کرے تو کیا عجب ہے ؎

از جمالِ حالِ مرداں بے خبر باشد مکاں
از شعاعِ شمعِ تاباں بیخبر باشد لگن

مشہور مقولہ ہے لِلّٰہِ فِیْ عِبَادِہٖ شُئُوْنٌ، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے بعض نیک بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو شاہ راہِ محبت میں قدم رکھتے ہی انوار و تجلّیات کی تاب نہ لاکر بادۂ وحدت سے سرشار ہو کر صبر و سکوں، عقل و فہم کو ہاتھ سے دے بیٹھتے ہیں۔ ان کو کسی چیز کی خبر نہیں رہتی ہے۔ ایسے افراد مجذوب کہلاتے ہیں حضرت سیدی الوالد کے مخلصین میں حافظ محمد یوسف کی یہی کیفیت ہو گئی تھی ایسے افراد کو مقامِ ارشاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے

Marfat.com

بعض افراد ایسے ہوتے ہیں جن پر بعض احوال میں مدہوشی کا عالم طاری ہوجاتا ہے وہ انوار وحدت کے بحرِ ذخّار میں غوطہ لگا جاتے ہیں ان کو اس وقت کسی بات کی خبر نہیں رہتی ہے۔ اگر نماز کی نیت باندھی ہے تو قیام ہی میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے ہیں آپ کے مخلصین میں سے قاری عبدالغنی شامی۔ سرورافغانی، گل خان افغانی وغیرہم برسوں اس حال میں رہے۔ ایسے افراد کا قدم سُکر اور غَیبُوبَت کے مقام میں رُکا ہوا ہے۔ یہ بَادِیَہ وِلَایت میں گھوم رہے ہیں۔ ان کو اس مقامِ عالی سے مقامِ اعلیٰ تک ابھی جانا ہے جس کو صحو اور آگاہی کا مقام کہتے ہیں اور جس کا تعلّق مقامِ نبوت سے ہے جو کہ ارشاد وہدایت کا مقام ہے اس مقام میں سُکر وغیبوبت سے کوئی واسطہ نہیں رہتا ہے جتنا اس مقام میں قدم راسخ تر ہوگا اتنا ہی صحو بیشتر ہوگا حضوری اور قرب کی جتنی بیشی ہوگی اتنی ہی آگاہی زیادہ ہوگی دیکھو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کی حالت میں تمام کائنات کی حقیقت ظاہر ہوجاتی تھی۔ ان اَسرار وحقائق کو ظاہر بیں کیا سمجھ سکتے ہیں۔ جو تحقیق کا طالب ہو وہ جدّ امجدِ اَعلیٰ امامِ رَبّانی مُجدّدِ ومُنوّرِ اَلفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ وَاَفَاضَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَاَسْرَارِہٖ وَاَنْوَارِہٖ کے مکاتیب شریفہ کی طرف رجوع کرے، تیمنًا وتبرکًا ذرا سی

Marfat.com

عبارت آپ کی نقل کرتا ہوں ۔ آپ تحریر فرماتے ہیں ۔

" باید دانست ہر چہ از احکام شکریہ است از مقام ولایت است و ہر چہ از صحو است بہ مقام نبوت تعلق دارد کہ کُمَّل تابعانِ انبیاء را علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بواسطۂ صحو ازیں مقام بہ طریق تبعیت نیز نصیب است الخ "

اور آپ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم العلیہ کے بارے میں ارقام کرتے ہیں ۔

وَعِنْدَ أَكَابِرِ الْمَشَائِخِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ قَدَّسَ اللّٰهُ أَسْرَارَهُمْ هُوَ الْحُضُورُ الذَّاتِيُّ دَائِمًا وَلَا عِبْرَةَ عِنْدَهُمْ لِلْحُضُورِ الزَّائِلِ الْمُتَبَدِّلِ بِالْغَيْبَةِ فَيَكُونُ كَمَالُ هٰؤُلَاءِ الْأَكَابِرِ فَوْقَ جَمِيعِ الْكَمَالَاتِ وَنِسْبَتُهُمْ فَوْقَ جَمِيعِ النِّسَبِ كَمَا وَقَعَ فِي عِبَارَاتِهِمْ أَنَّ نِسْبَتَنَا فَوْقَ جَمِيعِ النِّسَبِ وَأَرَادُوا بِالنِّسْبَةِ الْحُضُورَ الذَّاتِيَّ الدَّائِمِيَّ. وَأَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ النِّهَايَةَ فِي طَرِيقِ هٰؤُلَاءِ الْكُمَّلِ مُنْدَرِجَةٌ فِي الْبِدَايَةِ وَاقْتِدَاؤُهُمْ فِي ذٰلِكَ بِصَحَابَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ فَإِنَّهُمْ فِي أَوَّلِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ. نَالُوا مَا تَيَسَّرَ فِي النِّهَايَةِ وَذٰلِكَ بِانْدِرَاجِ النِّهَايَةِ فِي الْبِدَايَةِ فَكَمَا كَانَتْ وِلَايَةُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ جَمِيعِ وِلَايَاتِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ عَلَيْهِمْ

Marfat.com

الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ كَذَالِكَ كَانَتْ وِلَايَةُ هٰؤُلَاءِ الْاَكَابِرِ فَوْقَ وِلَايَاتِ الْاَوْلِيَاءِ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْرَارَهُمْ كَيْفَ وَاِنَّ وِلَايَتَهُمْ مَنْسُوْبَةٌ اِلَى الصِّدِّيْقِ الْاَكْبَرِ۔ نَعَمْ لِاَفْرَادٍ مِنْ كُمَّلِ الْمَشَائِخِ قَدْ حَصَلَتْ هٰذِهِ النِّسْبَةُ لٰكِنْ بِاقْتِبَاسٍ مِنْ وِلَايَةِ الصِّدِّيْقِ الْاَكْبَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا اَخْبَرَ اَبُوْسَعِيْدٍ عَنْ دَوَامِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ حَصَلَتْ حُبَّةُ الصِّدِّيْقِ الْاَكْبَرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ اَبِيْ سَعِيْدٍ كَمَا نَقَلَهُ صَاحِبُ النَّفَحَاتِ الخ

اگر مکتوبات قدسی آیات کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت کا علم ہو کر جس چیز کو ظاہر بین طبقہ اعلیٰ کمال سمجھے ہوئے ہے، وہ درحقیقت ما دون الکمال ہے۔ حضرت سیدی الوالد کے مخلصین میں سے جن پر حالتِ سُکر طاری رہی جب تک انھوں نے ساحلِ صحو پر قدم جما کر نہ رکھا ان میں سے کسی کو بھی آپ نے اجازت وخلافت سے سرفراز نہ کیا۔ مشائخ نقشبندیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمت عطا کی ہے کہ اس کے سمجھنے سے بھی اکثر افراد قاصر ہیں۔ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

تو نقشِ نقشبنداں را چہ دانی — تو طفلی کارِ مرداں را چہ دانی
گیاہِ سبز داند قدرِ باراں — تو خشکی قدرِ باراں را چہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست — حقائقہائے ایماں را چہ دانی

نمبر ۱۹۔ لکھا ہے۔ گر پھر بھی مولانا غنیمت تھے الخ

Marfat.com

**بصیرۃ** ۔ بَعۡدَ خَرَابِ الۡبَصۡرَۃِ ۔ پھر میں کہتا ہوں کوئی غنیمت ہے یا فضیحت، یہ بحث یقیناً عبث ہے الۡکَیِّسُ مَنۡ دَانَ نَفۡسَہٗ (الحدیث) پر نظر رکھنی چاہیئے۔ آپ کیسے تھے اس کو تو اہلِ بصیرت ہی جانتے تھے

آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کُور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

بزم جمشید والوں نے بیٹھے پیچھے بیٹھ کر بلکہ آپ کے انتقال فرمانے کے بعد ایک لمبا چوڑا بیان مرتب کر کے چھاپ دیا جو کہ ان کے نزدیک تحقیق اور کمال کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ع "برعکس نہند نام زنگی کافور" نہ ان کو روایت کا خیال رہا نہ درایت کا اور نہ صحت کا اور اس پر یہ تعلّی۔ حَسۡبِیَ اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل ۔ اِن مدّعیانِ تحقیق اور کمال کا تو یہ کارنامہ ہے۔

اب حضرت مخدوم الانام مرشد خاص وعام کا طریقۂ شریفہ ملاحظہ ہو۔

آپ نے مدّۃ العمر کبھی کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ پس پشت کسی کو بُرے الفاظ سے یاد کیا جو کچھ آپ کو فرمانا ہوتا تھا خود اس شخص سے فرما دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات دیکھا گیا کہ آپ کسی سے ناراض ہوئے اور اس کو نکال دیا پھر آپ نے کبھی اس کا ذکر نہ کیا اگر کسی نے کبھی اس کا ذکر کر بھی دیا تو آپ نے خاموشی اختیار کر لی یا

Marfat.com

اس کی کسی اچھی بات کا ذکر کر دیا۔ اور موضوع سخن بدل دیا۔ اب یہی میرٹھ کا واقعہ ہے جو ۱۳۲۹ھ ہجری کو پیش آیا۔ اس کے بعد بارہ سال آپ بقیدِ حیات رہے کبھی آپ نے اس کا تذکرہ نہ فرمایا۔ جناب مولانا مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب صدیقی پیش امام مسجد شریف فتحپوری دہلی نے اس واقعہ کو کسی سے سُن لیا تھا۔ چونکہ مولوی صاحب سے آپ بہ محبت وشفقت پیش آتے تھے اس لئے مولوی صاحب نے آپ سے مزید تحقیق کی خاطر دریافت کیا۔ آپ نے بجواب اتنا ارشاد کیا " وہ تو ہم سے اچھی طرح ملے " بجنسہ یہی آپ کے الفاظ ہیں اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے اور روئے سخن دوسری طرف پھیر دیا۔ ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسی نے دیوبند کے علمار کا ذکر کسی قدر حقارت سے کیا آپ نے فرمایا " مگر یہ لوگ ہیں اہل علم " اور اس طرح آپ نے اس شخص کو خاموش کر دیا۔ ایک شخص نے آپ سے دہلی کے بعض دیوبندی خیال علمار کی برائیاں بیان کیں آپ نے ارشاد کیا۔ " میاں پھر ایسے لوگ بھی تم کو نہ ملیں گے کیوں ان پرانی ہانڈیوں کو آپس میں ٹکرا کے توڑتے ہو " یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کو پوری طرح ان اختلافات کا علم بھی نہ تھا جو دیوبند اور بریلی کے علمار میں تھا۔ اگر پیر سید گلاب شاہ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارتیں پڑھ کر نہ سناتے تو آپ کو اس کا بھی علم نہ ہوتا۔ کیونکہ اردو کے رسائل کا آپ مطالعہ نہیں فرماتے تھے بلکہ بارہا آپ نے

Marfat.com

ہم ہر سہ برادران سے نصیحۃً فرمایا تھا کہ سو سال کے اندر جو تالیفات ہوئی ہیں ان کا مطالعہ نہ کیا کرو، متقدمین کا طریقہ آپ کو پسند تھا اور ان ہی کی کتابوں کو آپ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مخلصین سے آپ فرماتے تھے کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا مطالعہ کیا کرو۔ آج کل کے واعظوں کی محفل میں نہ جایا کرو۔ آپ سے اگر کسی نے کوئی بات دریافت کی تو مختصر طریقہ پر آپ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ مثلاً میاں ظہور الحسن صاحب کرتپوری نے آپ کو اپنے وظیفہ شریفہ کی کیفیت لکھی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال کی خبر دی آپ نے بجواب تحریر فرمایا۔

" از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی میاں ظہور الحسن سلام خوانند مکتوب شما رسید بر سلامتی ایماں شکر الٰہی است کہ بزرگ ترین نعمتہا است اگر از مولفات امام غزالی کیمیائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند و بہ صدق و راستی ذکر شریف ربّ العلمین بر طریقۂ مقررۂ خواجگان نقشبندیہ علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بوقت صبح و قدرے بوقت شام کنند امید وار یہا است د بہترین نعمتہا سلامتی ایماں است۔

گہ رشک برد فرشتہ بر پاکی ما گہ طعنہ زند دیو بہ ناپاکی ما
ایماں بہ سلامت چو لبِ گور بریم اَحسَنتَ برین چستی و چالاکی ما

مرگ مولوی رشید احمد زخمے است کہ مرہم نہ دارد، عالم صالح دیندار

دریں وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔
مردانِ این چنیں یک شخص از مردن یک ہزار بر دبنداراں سخت تر است، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا وَالسَّلَامُ، سہ شنبہ ۲۷، جمادی الاخرۃ ۱۳۲۳ھ ۔۔۔ اور مولوی عبدالرحمٰن جالندھری نے جو کہ دیوبند میں پڑھتے تھے، اپنی کچھ کیفیت آپ کو لکھی اور مولوی اشرف علی صاحب کا ذکر کیا۔ آپ نے بجواب جو تحریر فرمایا ہے وہ بصیرہ ۲۸ میں آئے گا۔

ایک شخص نے آپ سے "درود تاج" کے متعلق دریافت کیا آپ نے اس سے ارشاد کیا۔ دیکھو ہم چائے پی رہے ہیں ہم نے پیالی بھر کر تم کو دی ہم نے تمہارا کام کیا اور اس طرح ہم تمہارے خادم ہو گئے اگر دجبریلُ خادِمُہ سے حضرت جبریل کا اسی طرح پر خادم ہونا مراد لیا ہے تو قباحت نہیں ہے کیونکہ وہ وحی لے کر آپ کے پاس آتے تھے اور اگر خادم سے مراد نوکر چاکر سمجھتے ہو تو بہت بری بات ہے اور سخت بے ادبی ہے اس میں اہانت ہے ملائکہ پر ہم ایمان لائے ہیں ان کی اہانت کفر ہے اور دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ سے اگر تم نے یہ سمجھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کی وجہ سے قحط اور بیماری اور دوسری تکلیفات کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا تو یہ بالکل درست اور صحیح ہے اور

Marfat.com

اگر تم کہتے ہو کہ ان تکلیفات کو آپ نے دور کیا تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ آپ کی برکت اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ میلاد شریف کرتے تھے قیام کرتے تھے۔ مزارات شریفہ پر حاضر ہوتے تھے۔ فاتحہ وسلام کے بعد وہاں مراقبہ فرماتے تھے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ اپنے بزرگوں کے عرس کرتے تھے۔ مزاراتِ شریفہ کی مرمت کرتے تھے حضرت حاجی صاحب بھی یہ سب باتیں کرتے تھے لیکن مولوی رشید احمد صاحب کا مسلک اس کے خلاف تھا مجھ سے مولانا مولوی حافظ حکیم فخرالدین صاحب جعفری الہ آبادی نے بیان کیا کہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی کے انتقال کے بعد میں نے مولوی رشید احمد صاحب کو خط لکھا کہ ایک نسخہ از فیصلۂ ہفت مسئلہ درکار ہے ارسال فرما دیں۔ مولوی صاحب نے مجھ کو لکھا "حضرت کا حکم ہے بھیجتا ہوں مگر اس میں بعض باتیں فقیر کے خلاف ہیں الخ"۔ حضرت والد ماجد کو بھی مولوی صاحب کے مسلک کا علم ہو گیا تھا بلکہ میلاد شریف کے بارے میں آپ نے مولوی صاحب کو خط لکھا تھا اور مولوی صاحب نے اس کا جواب دیا تھا جو رسالہ خیر المورد فی احتفال المولد میں چھپ چکا ہے باوجود اس اختلاف کے جب مولوی صاحب کے صاحبزادے حکیم محمد مسعود صاحب آپ کے پاس آئے۔ آپ ان سے صرف مولوی صاحب کی وجہ سے

Marfat.com

بہت محبت سے ملے ان کو اور ان کے رفیقوں کو چائے پلائی۔ آپ کی محبت آمیز گفتگو کا اثر ان سب پر ہوا سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب ہمارے دوست تھے اور ہم ان کے دوست تھے۔" ایک مرتبہ مولوی رشید احمد صاحب کا ذکر آیا آپ نے فرمایا مولوی رشید احمد کا انتقال وہ زخم ہے جس کا مرہم نہیں ہے اگر ہزار آدمی مرتے ہم کو اتنا رنج نہ ہوتا عالم صالح کا مرنا اس وقت میں مسلمانوں کے لئے ایک مصیبت ہے اور ایک موقع پر دیوبند کے علماء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ علماء مولوی رشید احمد کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔"

مسائل میں اختلاف کی وجہ سے آپ نے کبھی کسی سے نفرت نہیں کی اور نہ آپ نے کبھی کسی کو برا کہا۔ البتہ ایمان سوز عبارات سن کر آپ کو از حد ملال ہوتا تھا چاہے وہ عبارت کسی بڑی ہستی کی ہو چاہے کسی چھوٹی ہستی کی۔ کسی کی وجہ سے اس کی بری عبارت کو اچھا نہیں کہا جا سکتا بلکہ اچھی عبارت کی وجہ سے اس کے قائل کی تعریف کی جاتی ہے۔ چاہے وہ مجہول ہی کیوں نہ ہو یہ تھا حضرت پیر و مرشد برحق کا طریقہ اور یہ تھیں ان کی ایمان افروز باتیں۔ آپ تو از سرتاپا خیر ہی خیر تھے۔

از جمالِ آں دل آرا چہ تواں نمود املا　　　کہ خزاں نہ دارد اصلاچہ بلا بہار دارد

نمبر ۲۰۔ لکھا ہے ان کے مریدین اور معتقدین زیادہ تر کابلی تھے۔ الخ

بصیرہ۔ ان پر تو اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم احسانہ کی خاص نظرِ عنایت تھی وہ تو ثُمَّ یُوضَعُ لَهُ الْقُبُولُ فِي الْأَرْضِ (الحدیث) کے مصداق تھے۔ بُخارا، ہرات۔ قندھار۔ قلاتِ غلجی۔ غزنی، مقر کشواز۔ کابل۔ قلاتِ نصیر۔ پشین۔ ژوب، مکران۔ خاران، صوبہ سرحد، سندھ۔ پنجاب، راجپوتانہ، بمبئی۔ سی پی۔ حیدر آباد، مدراس یوپی، بہار، بنگال، آسام، برما۔ حجاز، شام، کردستان، ایران ترکیہ۔ نیپال میں آپ کے معتقدین اور مخلصین تھے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

البتہ اتنی بات ضرور تھی کہ آپ کی خدمتِ مبارکہ میں پٹھان بیش، اور پیش تھے۔

نمبر ۲۱ لکھا ہے۔ مولانا ان کو سخت سزائیں دیتے تھے اور وہ دم نہیں مارتے تھے۔ الخ

بصیرہ۔ اگر کسی شخص میں سمجھ ہے اور وہ انصاف سے کام لے گا تو اس بات کو وہ آپ کے کمالِ اعلیٰ کی دلیل سمجھے گا وہ سمجھ جائے گا کہ آپ کے پاس ضرور کوئی ایسا بے مثل کمال ہے جو دنیا میں کہیں نہیں مل سکتا اور اس کے حاصل کرنے کے لئے ہر قربانی ہیچ ہے۔

Marfat.com

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

مٹھاس ہی پر مکھی گرتی ہے۔ شمع ہی کی لو پر عاشق و شیدا پروانہ اپنی جان دیتا ہے تو پھر نورِ وحدت کا کیا کہنا۔ بادۂ وحدت کے متوالے جب شاہراہِ محبت پر قدم رکھکر جہادِ اکبر میں مصروف ہوتے ہیں تو ان کی زبان پر ہوتا ہے لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ۔ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ کَمَا اَخْبَرَ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ صَلوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

مرشدِ کامل کا ہر کام اللہ کی رضامندی کے لئے ہوتا ہے۔ ظاہر بین، یا ناسمجھ اگر نہ سمجھیں تو اس کا کیا علاج۔ مولائے روم ایسے افراد کو سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
زاں کہ ماند در نوشتن شیر شِیر

دہلی کے ایک مخلص آپ کے زجر و توبیخ کے بارے میں کہتے ہیں۔

قہر و عتاب میں بھی تو رحمت ہے مستتر
یہ نکتہ کب خیال میں ناقص کے آسکے

Marfat.com

صاحبِ ارادت و مودّت و معرفت و نسبت محمد محمود شاہ افغانی اَعلیٰ اللہ درجتہٗ فی علّییّن آپ کی سرزنش کے بارے میں کہتے ہیں۔ چند شعر مختلف مواضع سے نقل کرتا ہوں۔

سگِ کوچہ او ز شیراں خوش است ۔۔۔ ز باغ ارم خاکِ او دل کش است

بنہ سر بریں خاک اے خاکسار ۔۔۔ کہ فردا ز عصیاں نہ سوزی بنار

شدہ ضربِ او ہمچو سوطِ عمرؓ ۔۔۔ کند نقش در دل ز ایماں اثر

طریقش بود مسلکِ حق پسند ۔۔۔ برو فخر دارد شہ نقشبند

دلیلِ ہمہ اہلِ برہاں از واست ۔۔۔ فروغِ ہمہ اہلِ عرفاں از واست

دلاں را بہ انوار آراستہ ۔۔۔ بچوب انتقام از لعیں خواستہ

دل پیر ما صُنعِ ربِّ جلیل ۔۔۔ اگر بیت باشد ز صُنعِ خلیل

یکے صنعِ خالق یکے از بشر ۔۔۔ کدامش بود خوب اے خوش سیر

دلِ عارفاں عرشِ یزداں بود ۔۔۔ کجا عرش با فرش یکساں بود

چو دوراں رقم خیر زد در نگیں ۔۔۔ شدہ خیر در خیر تا یوم دیں

بریں خیر ہر کس کہ دل بستہ شد ۔۔۔ ز شرّ دو عالم ہماں رستہ شد

ایک مرتبہ صاحب جذبہ و نسبت عبداللہ پٹھان کے واسطے چند ضرب چوب کی سزا آپ نے تجویز فرمائی۔ دوسرے پٹھان نے تعمیل ارشاد کیا۔ جس وقت ان پر پہلی ضرب پڑی انھوں نے ضارب سے کہا زور سے مارو، ہر ضرب پر وہ اَلحمدُللہ کہتے جاتے تھے سزا پوری ہونے پر انھوں نے مسرت کا قہقہہ لگایا اور وجد کی

Marfat.com

حالت میں رقصاں اٹھے۔ تھوڑی دیر اُن پر ایک خاص کیفیت طاری رہی۔ ایک ہندوستانی مخلص اس تمام کیفیت کو دیکھتے رہے آخر میں عبداللہ سے حقیقت دریافت کی۔ انھوں نے کہا اے عزیز یہ سزا نہیں تھی یہ تو میرے لئے اکسیرِ حیات تھی مجھ سے ایک لغزش ہوگئی تھی اور میں باطنی حلاوت کھو بیٹھا تھا۔ دل پر غفلت کے پردے پڑ گئے تھے۔ میں از حد متألم تھا۔ ہر ضرب کے ساتھ ظلمت کے پردے چاک ہوتے گئے اور جب میں اٹھا ہوں تو وصلِ محبوب نقدِ وقت تھا۔

بحمداللہ کہ چشم باز کردہ
مرا با جانِ جاں ہمراز کردہ

دہلی کے ایک مخلص دوسرا حج کر کے قدرے غرورِ طاعت ساتھ لئے حاضر ہوئے آپ نے جھڑک کر فرمایا حج پر حج کرنے کا کیا گھمنڈ کرتا ہے! حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر پر عاجز نے مصرعے لگا کر تخمیس کی ہے مقام کی مناسبت کی وجہ سے ذکر کرتا ہوں۔

زاہدا بر جبہ و ریشِ درازِ خود مناز     بر فغان و گریہ و بر چشمِ بازِ خود مناز
بر طواف و سعی و بر قصدِ حجازِ خود مناز     بر نماز و روزہ و بر سوز و سازِ خود مناز
یار بے پروا است ہرگز بر نیازِ خود مناز
بندگی را شرطِ اوّل راستیِ نیت است     اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات قولِ حضرت است

امتثالِ امر خوشتر از ہزاراں رکعت است　　انفعالِ جرم بہتر از غرورِ طاعت است
مظہر اے دور از حقیقت بر نمازِ خود مناز

مولوی سراج الدین صاحب جو پھاٹک مفتی والاں میں رہتے تھے اس وقت حاضر تھے انھوں نے عرض کیا۔ آپ ان کے حق میں دُعا فرمائیں۔ مولوی صاحب نے یہ بات کچھ ایسی نیازمندی سے کہی کہ آپ کا قہر لطف و مرحمت سے مُبدّل ہوا آپ نے متبسم ہو کر ارشاد کیا "میاں ہماری تو ان کے حق میں یہی دعائیں ہیں۔" آخر کیوں نہ ہو آپ تو مریدوں کی اصلاح کے لئے ان کو زجر اور توبیخ کرتے تھے ان کی خامیوں پر ان کو ٹوکتے تھے۔ ہر شخص کے حسبِ حال اس کے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

یہ فقیر کہتا ہے۔ بخاری اور مسلم اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ آذَیْتُهٗ شَتَمْتُهٗ لَعَنْتُهٗ جَلَدْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً وَّزَكٰوةً وَّقُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ
یعنی اے میرے اللہ میرا تجھ سے ایک عہد ہو چکا ہے تو میرے اس عہد کو اپنے کرم سے ضرور پورا کر، میں بشر ہوں اگر ایمانداروں میں سے کسی کو میں رنج پہنچاؤں، اس کو گالی دوں، اس پر لعنت کروں اس کو ماروں تو تو میرے اس رنج پہنچانے کو اس کے حق میں رحمت

Marfat.com

اور پاکی اور اپنی نزدیکی کا سبب بنا۔ اور اس کی وجہ سے قیامت کے دن اس شخص کو اپنا قرب عطا کر (انتہی) آپ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور پیرو تھے۔ پروردگار سے آپ کی یہی دعا تھی۔ یہی سبب ہے کہ جس شخص کو آپ تنبیہ فرماتے تھے اس کے ذوق اور شوق میں اضافہ ہوتا تھا اس کے قلب کی صفائی بڑھتی تھی۔ گھر جانے کا نام تک نہ لیتا تھا۔ اور آپ کے درِ اقدس پر لوٹتا رہتا تھا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

سر بر آراز کاشفِ تحقیق نادر کوئے خبر
کشتگانِ زندہ بینی انجمن در انجمن

مع ہذا یہ فقیر کہتا ہے کہ اگر آپ کی طبیعت میں پرتوِ جلال تھا تو اللہ تعالٰی نے آپ کو جمال سے بھی خوب مُحَلّٰی کیا تھا کما قال مولوی اختر شاہ خاں ؏ باجمالی با جلالی باکمالی خوش خِصال۔

جلال اپنی جگہ پر جمال اپنی جگہ پر۔ ہر طرح مقصد مرید کی اصلاح

از درون شو آشنا و ز برون بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

جو مرحمت آپ مریدوں کے حال پر فرماتے تھے تا دمِ واپسین اس کی حلاوت ان کے دلوں میں باقی رہی جو شخص آپ کی صحبت میں بیٹھ چکا ہے وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اس وقت یہاں دہلی میں جناب مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام فتحپوری مَتَّعَ

Marfat.com

اللہ المسلمین بطول حیاتہ بقید حیات ہیں اور چند افراد اور بھی ہیں جو حضرت سیدی الوالد کی صحبت میں سالہا سال رہ چکے ہیں ان سے کوئی جا کر حقیقت معلوم کرے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدائیت کا یہ اثر تھا کہ آپ مَنْ رَآہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَحَبَّۃً اَحَبَّہٗ کے مصداق بنے ہوئے تھے ؎

بیدِ لرزاں وار لرزد ہر کہ سوئش بنگرد
شہر یار ملک بادا یا گدائے بے وطن
وز سر صدق و محبّت ہر کہ آمد نزد وے
بادۂ الفت چشید و در گزشت از جان و تن

نمبر ۲۲۔ لکھا ہے مولانا کا طریقہ مخدومانہ تھا۔ الخ

بصیرہ آپ کا طریقہ ہی مخدومانہ کیا تھا آپ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیدائشی مخدوم تھے۔ آپ کے جدّ امجد قطب وحید حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ نے علیٰ رُؤُسِ الاَشْھَادِ جبکہ آپ کی عمر شریف چار سال کی تھی اس کی بشارت مدینہ طیبہ میں دی تھی اس وقت حرم شریف نبوی میں حضرت حلقہ فرما رہے تھے اور آپ ان کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ کے والد ماجد اپنی تالیف شریف انساب الطاہرین میں آپ کے متعلق اس طرح ارقام فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تاریخ ولادت اُن کی "چراغ نبوی" ہے۔ ارادت اس فرزند ارجمند کو بھی حضرت سراج الاولیاء سے ہے۔ حضرت سراج الاولیا اپنے پوتوں میں ان کو بہت عزیز رکھتے تھے اور بشارت اپنی خلافت خاص کی دی ہے الحمدللہ کہ آثار اس کے پائے جاتے ہیں۔ نو دس برس کی عمر میں قرآن شریف یاد کیا اور تحصیل کتب درسیہ میں مشغول ہیں۔ کافیہ پڑھتے ہیں۔ سَلَّمَہُ رَبُّہٗ وَبَلَّغَہٗ اِلٰی مَرَاتِبِ الْکَمَالِ وَالتَّکْمِیْلِ (انتہٰی)

بالائے سرش زہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

صرف آپ ہی مخدوم نہ تھے بلکہ اَبًا عَنْ جَدٍّ مخدوم ابن مخدوم ابن مخدوم تھے خانۂ علم وفضل میں آپ کی آنکھ کھلی۔ دایۂ شریعت نے آپ کی پرورش کی، پستانِ طریقت سے آپ کی تربیت ہوئی۔ اور دبستانِ معرفت میں مُعَلّمِ فطرت نے اسرار وحقائق کے خیابانوں سے گزار کر مَالَاعَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ کے مقامِ اعلیٰ سے آپ کو مشرف فرمایا

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ خَیْرَ مُعَلِّمٍ عَلَّمْتَ بِالْقَلَمِ الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی
اَخْرَجْتَ ھٰذَا الْعَقْلَ مِنْ ظُلُمَاتِہٖ وَھَدَیْتَہُ النُّوْرَ الْمُبِیْنَ سَبِیْلًا

فَسَمِعَ مَا سَمِعَ وَرَأٰی مَارَأٰی وَحَفِظَ مَا حَفِظَ وَوَعٰی مَا وَعٰی وَ کَانَ صَدْرُہُ الشَّرِیْفُ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ رحمۃ اللہ علیہ فی کل حینٍ وآن

Marfat.com

ہر خسے از زنگ گفتاری بدیں کسے رسد — درد باید مرد سوز د مرد باید گام زن

قرنہا باید کہ گردد بندۂ صاحب کمال — بایزیدے در خراساں یا اویسے در قرن

ایک رسید پر جناب مولانا مولوی عبدالعلی صاحب نے آپ کا اسم گرامی اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

حضرت مخدوم الانام مرشد خاص و عام حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب دام ظلہم، اور اس فقیر کاتب الحروف کی سند پر آپ کا اسم شریف اس طرح لکھا ہے۔ العالم الربانی الجامع بین الشریعۃ والطریقۃ مولانا عبد اللہ شاہ ابی الخیر نور اللہ مرقدہ مولوی صاحب نے جس وقت آپ کا اسم شریف تحریر کرایا تو بے ساختہ چشم پُرنم ہو گئے اور دعائے خیر فرمانے لگے رحمۃ اللہ علیہما سچ ہے ولی را ولی می شناسد، بزم جمشید والے بھلا ان حقائق کو کیا جانیں۔

یہ عاجز کہتا ہے اس دن عصر کو مولوی اشرف علی صاحب نے آپ کی سواری کی شان دیکھی تھی اور جس طریقہ سے آپ نے جناب مولانا مولوی محمود الحسن صاحب کی دعوت کو عملی جامہ پہنایا تھا اور آپ نے جلسہ موتمر الانصار کی تقریر سنی تھی وہ بھی ملاحظہ کی تھی اور پھر لال کرتی میں آرام کرسی پر آپ کے استراحت فرمانے کو بھی بہ نظرِ غائر مشاہدہ کیا تھا۔ ان امور کے باعث شاید انھوں نے یہ کہا ہو۔ حالانکہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم العلیہ میں یہ کوئی بڑی بات یا نرالی شان نہیں ہے۔ اس سلسلۂ شریفہ میں

Marfat.com

لیسے ایسے یگانۂ روزگار گزرے ہیں کہ عنقائے فہم وخیال ان کے کمالات کے ادراک سے قاصر ہے۔ مولانا جامی اپنے پیرومرشد حضرت ناصرالدین عبیداللہ احرار قدس سرہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

چو فقر اندر لباسِ شاہی آمد
بتدبیرِ عُبَیداللّٰہی آمد

اور تحفۃ الاحرار میں کہتے ہیں۔

زد بجہاں دولت شاہنشہی
کوکبۂ فقر عُبَیداللّٰہی

آپ تو حضرت عبیداللہ احرار ہی کے سچے خادم اور جانشین تھے اس نسبتِ شریفہ کا جو بھی اثر ہو وہ کم ہے آپ خود حقیقت حال کو کس خوبی سے تین شعر میں بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد کیا ہے۔

نہ جنابم نہ شہ، نہ مولانا — بندۂ آستانۂ عُمَرم
گر کنی نسبتم بہ آں درِ فیض — ہرچہ گفتی ازاں بلند ترم
ورکنی زیں اضافۂ فی الجُملہ — زشت کردار خیرِ محتقرم

آپ کے مخلص صادق اور مجاز خلیفہ برادرِ طریقت صاحبزادۂ غلام عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تحفۃ الاخیار میں جو بر نہج تحفۃ الاحرار نظم کی گئی ہے۔ لکھتے ہیں۔

زد بہمیں دور سمک تا سماک — دمدمۂ فقرِ ابوالخیرِ پاک

خیز ز غفلت و طلبگار شو ، در طلب خیر چو احرار شو

نمبر ۲۳ لکھا ہے۔ یہ بھی فرمایا تھا جن خادموں کو وضو نہ ہو وضو کریں الخ بصیرہ۔ آپ نے مرید کو خادم کہہ دیا تو اس پر اعتراض بھی ہو گیا حاشیہ آرائی بھی ہو گئی اور حفظ الایمان کی عبارت پر ٹوکنا بھی جرم عظیم قرار پائے۔ اِنَّهَا مِنْ اِحْدَى الْكُبَر

مرید کو خادم کہہ دو۔ نوکر کہہ دو، غلام کہہ دو اور اگر چاہو مخدوم کہہ دو، آقا کہہ دو، مالک کہہ دو۔ اس سے نہ عاقبت برباد ہونے کا اندیشہ اور نہ کسی کے ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بِاَنْفُسِنَا هُوَ وَ بِآئِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا۔ کے بارے میں ادنیٰ سی لغزش چاہے وہ سہواً ہی کیوں نہ ہو یقیناً ایک بڑا جرم ہے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ نص قطعی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

ہندوستان میں متوسلین کو مرید کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جہت افغانستان میں خادم اور مرید کہتے ہیں بلکہ بعض جہات میں خادم کا لفظ زیادہ استعمال کیا جاتا ہے نہ تو ہندوستان میں تعظیم کا خیال ہے اور نہ افغانستان میں تحقیر کا سوال۔ اپنی اپنی اصطلاح ہے وَلَا مُشَاحَةَ فِی الْاِصْطِلَاحِ مشہور مقولہ ہے۔

نمبر ۲۴۔ لکھا ہے ہمارے بزرگوں کی دوسری شان تھی وہاں عجز تھا

Marfat.com

انکسار تھا۔ الخ

**بصیرہ** - یہاں سے بموجب بزم جمشید کی عبارت کے مولوی اشرف علی صاحب اپنے بزرگوں کی تعریف کر رہے ہیں اور ان کے اوصاف بیان کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب کے پیر بلکہ اکثر علمار دیوبند کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھے اور ان سب کے استاد حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب تھے۔ یہ دونوں حضرات یقیناً بزم جمشید والوں اور اکثر علمار دیوبند کے بزرگ تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بزم جمشید والے فی الواقع اپنے بزرگوں ہی کی تعریف کر رہے ہیں یا مطلب سعدی دیگراست والا مضمون ہے بصیرہ ۲۸ اور ۲۹ میں اس پر روشنی ڈالی جائے گی۔

عاجزی اور انکساری یقیناً اچھی صفتیں ہیں اگر اپنے محل پر واقع ہوں ورنہ اسی کو جُبُن اور خَوَر کہتے ہیں اسی طرح خُیلا اور تکبُّر یقیناً مذموم ہیں لیکن بعض مواقع پر جوانمردی اور شجاعت کا نام ان کو دیا جاتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودُجانہ انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک خاص تلوار عنایت فرمائی تاکہ وہ جا کر مشرکوں سے لڑیں تو حضرت ابودجانہ اس تلوار کو لے کر کافروں کے لشکر کے سامنے رجز پڑھتے ہوئے بڑی متکبرانہ اور خیلار کی چال چلے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اِس

Marfat.com

چال کو دیکھ کر اس طرح پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اِنَّهَا مِشْيَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ اِلَّا فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ، مشہور مقولہ ہے ع۔ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد، مرشد کامل کی کیا شان ہونی چاہیئے۔ اس کے متعلق حضرت محی الدین عربی کا ارشاد سراسر سداد خود مولوی صاحب ذکر کر رہے ہیں اور بصیرہ ۲۹ اور ۳۰ میں اس پر بحث ہوگی۔

نمبر ۲۵ لکھا ہے وہ تو اپنے خادموں کو مخدوم سمجھتے تھے۔ الخ

بصیرہ۔ مسلم اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ اور سیوطی نے الکلی کی روایت اس طرح نقل کرتے ہیں اَنْزِلِ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَاَحْسِنْ اَدَبَهُمْ عَلَى الْاَخْلَاقِ الصَّالِحَةِ مرشد کامل وہ ہے جو اس حدیث شریف پر عمل کرے مریدوں کے احوال پر نظر رکھے ان میں انانیت اور خودی پیدا نہ ہونے دے ہر خادم کو مخدوم سمجھ لینا مریدوں کے لئے سم قاتل ہے وہ اپنی نادانی کی وجہ سے سمجھ بیٹھیں گے۔ ہمچو من دیگرے نیست۔

خواجہ پندارد کہ مردِ واصل است
حاصلِ خواجہ بجز پندار نیست

علماء اعلام نے صاف طور پر لکھا ہے کہ کوئی کتنا ہی بڑا عالم ہو، فقہ کی کتابیں چاہے اُس کو ازبر ہی کیوں نہ ہوں اگر اس کو دنیا کی کیفیت

Marfat.com

اور زمانہ کے رنگ کا علم نہ ہو اور لوگوں کی حالت سے ناواقف ہو تو وہ ہرگز فتویٰ نہ دے ایسے شخص کے بارے میں لکھا ہے مَنْ لَمْ یَعْرِفْ بِاَحْوَالِ النَّاسِ فَهُوَ جَاهِلٌ کام کا بگاڑنا بہت آسان ہے لیکن بگڑے ہوئے کام کو سنبھالنا بڑا مشکل ہے ذرا سی بات پر کفر اور شرک کا فتویٰ دینا بہت سہل ہے ہزاروں اور لاکھوں حلقہ بگوشانِ اسلام و عاشقانِ حضرتِ خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کو ایک جنبشِ قلم سے کافر اور مشرک قرار دینے میں کیا دِقّت پیش آتی ہے لیکن ایک بھٹکے ہوئے کو راہ پر لانا اور ایک بندہ کو مالک و مولیٰ سے ملانا اور ایک مُلحد کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنا وہ کام ہے جس کی تعلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ؎

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است
وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

علامہ ابن جوزی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے احوالِ شریفہ میں لکھتے ہیں۔ ایک شخص سے آپ کی واقفیت تھی وہ ملک شام میں رہتا تھا اور وہاں سے آپ کو کچھ تحفہ بھیجا کرتا تھا۔ کچھ زمانے سے اس کی خبر آپ کو معلوم نہ ہوئی۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا معلوم ہوا کہ دُخترِ رَز کا گرویدہ ہو چکا ہے اور اس کی حالت نازک ہو چکی ہے آپ نے کاتب کو بلا کر اس کے نام اس مضمون کا خط لکھوایا۔ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ

Marfat.com

سَلَامٌ عَلَيْكَ فَانِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ غَافِرِ الذَّنْبِ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ۔ پھر آپ نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ حاضرینِ مجلس نے آمین کہی اور پھر سب نے اللہ سے التجا کی کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اس کو توبہ کی توفیق عنایت کرے اور اس کو اور اس کی توبہ کو قبول فرمائے۔ پھر آپ نے یہ خط اس شخص کو ارسال کر دیا۔ خط جس وقت اس شخص کو ملا ہے وہ صاحبِ فراش تھا آخری گھڑی سر پر آپہنچی تھی اس نے خط لیا اس کو پڑھا اور پھر اس طرح کہنا شروع کیا غَافِرِ الذَّنْبِ گناہوں کا بخشنے والا وقَابِلِ التَّوْبِ اور توبہ کا قبول کرنے والا، اگر میں توبہ کروں یقیناً اللہ نے مجھ سے گناہوں کے بخشنے کا وعدہ کر لیا۔ وہ میری توبہ کو قبول کرے گا شَدِیْدِ الْعِقَابِ (سخت سزا دینے والا) بصورتِ دیگر اللہ نے مجھ کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے ذِی الطَّوْلِ (بڑا فضل کرنے والا) اور طول تو بہت زیادہ بھلائی ہے اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ (اسی کی طرف لوٹنا ہے) وہ شخص اس طرح پر بار بار اس عبارت کو دہراتا رہا اور روتا رہا۔ اسی حالت میں اس کی جاں کندنی ہوئی اور پھر وہ اچھی موت مرا۔ حضرتِ عمر کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نے حاضرینِ مجلس سے ارشاد کیا هٰکَذَا فَاصْنَعُوْا اِذَا رَاَیْتُمْ اَخَالَکُمْ زَلَّ زَلَّةً فَسَدِّدُوْهُ

وَرَفِّقُوْہُ وَادْعُوْا اللّٰہَ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْہِ وَلَا تَکُوْنُوْا اَعْوَانًا لِلشَّیَاطِیْنِ عَلَیْہِ (انتھیٰ) یعنی جب تم اپنے مسلمان بھائیوں میں سے کسی کو پھسلتے اور بھٹکتے دیکھو تو اس طرح کا معاملہ اس کے ساتھ کرو اور اس کو راہِ راست پر لاؤ اور اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرو کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کی توبہ قبول کرے یہ نہ ہو کہ تم اس کے واسطے شیطان کے مددگار بنو الخ یعنی تم اس کو برا بھلا کہنا شروع کردو۔ اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آؤ کہ اگر وہ سیدھے راستے پر آنے کو بھی ہے تو تمھاری سختی اور درشت کلامی کی وجہ سے باز رہے۔ تمھارے اس فعل سے شیطان خوش ہوگا اور تم اس کے مددگار اور اعوان ثابت ہوگے۔

یہ ہے ارشاد حکیم اور یہ ہے حکمتِ بالغہ اور یہ ہے فراستِ مومن فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درّہ اگر اطرافِ عالم میں مشہور ہے تو اللہ کی مخلوق پر جو شفقت آپ کیا کرتے تھے وہ بھی روشن تر از شمسِ تاباں ہے۔ آپ کا ہر اقدام موقع اور محل کے مناسب ہوا کرتا تھا۔ شیطان تک آپ سے ڈرتا تھا۔ کیف لَا وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ آپ تھے فاروق اعظم مرشد عالم مقتدائے زمانہ اور مصلح یگانہ جن کے اتباع اور پیروی کا حکم بارگاہِ رسالت سے نافذ ہو چکا ہے کامل مرشد

Marfat.com

وہی ہے جو آپ کے نقشِ قدم پر چلے۔ وہی شیخ مصلح کہلانے کا مستحق ہے جو ہر مرید کو پرکھے اس کی صلاحیت کو دیکھے اس کے استعداد پر نظر رکھے اور پھر اس کے ساتھ اس کے شایانِ شان معاملہ کرے

ایک نوعمر شخص حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اس کو آپ سے ایک خاص محبت اور عقیدت تھی وہ اپنی نیاز مندی کے اظہار کے لئے آداب عرض کہنے ہی کو بہتر سمجھتا تھا یہی اس کا تحیہ تھا۔ جناب مولوی محمد میاں کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کی شب کو آپ کی خدمتِ بابرکت میں بستی نظام الدین اولیاء سے حاضر ہوا کرتے تھے اور رات کے ایک دو بجے تک حلقۂ مبارکہ میں بیٹھتے تھے۔ انھوں نے جب اس نوجوان کا تحیہ سنا تو ازراہِ شفقت اور اتباع سنت اس سے نصیحۃً فرمایا میاں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا کرو چونکہ اس کی حالت اور کیفیت اس امر کی مقتضی نہ تھی، اس لئے آپ نے مولوی صاحب سے ارشاد کیا۔ مولوی صاحب اس نوجوان کو اپنی حالت پر رہنے دو، یہ نوجوان سالہا سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور کمالات کے مدارج طے کرتا رہا رحمہُ اللہ:-

زاہد بہ نماز و روزہ ربطے دارد — عاشق بہ مے و مدام ضبطے دارد
معلوم نہ شد کہ یار مسرور زکیست — ہر کس بہ خیال خویش خبطے دارد

نمبر ۲۶ لکھا ہے وہ اتباع رسول میں فنا تھے ان کا اخلاق وہ تھا

Marfat.com

جو ہمارے رسول کا تھا وہ محقق تھے وہ کامل تھے ان کی شان
کمال یہ تھی کہ کسی شئے کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ الخ
**بصیرہ۔** اتباع رسول میں فنا ہونا اور آپ کے اخلاق شریفہ
سے متخلق ہونا یقیناً بڑی نیک بختی اور خوش نصیبی ہے جس کو یہ دولت
مل جائے اس کا کیا کہنا۔ بلکہ جس شخص کو ایسا کامل استاد یا پیر ملے
اس کی انتہائی خوش نصیبی ہے اس کے لئے مقام صد شکر ہے
کہ اللہ نے اس کو ایسا رہبر دیا۔

غم قیامت کا تجھکو کیا ڈر سعید دوراں ہے تیرا رہبر
رسول تیرا شفیع محشر غفور بیشک ہے تیرا مولا

اگر کوئی شخص اپنے استاد یا پیر کی تعریف ان الفاظ سے کرے جو
بزم جمشید والوں نے لکھے ہیں تو اس کے قول کی تصدیق یا تکذیب
خود اس شخص کے عمل سے ہوگی۔ دیکھا جائے گا کہ آیا یہ شخص اپنے
ایسے کامل اور عالی مرتبت مرشد کے ارشاد پر عمل کرتا ہے یا نہیں
اگر وہ اپنے مرشد کے ارشاد کو مرنے دم تک نہیں بھولتا۔ اس
کے طریقہ کو نہیں بدلتا۔ اس کے ہر قول و فعل کو اپنے لئے حجت
قرار دیتا ہے اور کہتا ہے

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

تو سمجھ لینا چاہیئے کہ جو کچھ یہ اپنے مرشد کے بارے میں کہہ رہا ہے

Marfat.com

وہ سچے دل سے کہہ رہا ہے اور جو شخص اپنے مرشد کی تحقیقات کی قدر نہ کرے اس کے ارشاد کو ردّی کی ٹوکری میں ڈالدے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس شخص کی نظر میں مرشد ایسا عالی مرتبت نہیں ہے جس کا وہ اظہار کر رہا ہے۔ بلکہ اس کی نظر میں مرشد کا مرتبہ خود اس کے مرتبہ سے کم ہے کیونکہ وہ اپنی تحقیق پر عمل کر رہا ہے اور پیر کے طریقہ کو غلط سمجھ رہا ہے وہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر لوگوں کے سامنے اپنے مرشد کی تعریف کر رہا ہے ورنہ وہ ھُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ کا قائل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بزم جمشید والے حضرت حاجی صاحب اور حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کو فی الواقع محقق اور کامل سمجھتے تھے یا ان کا کسی خاص مصلحت کی بنا پر زبانی جمع خرچ اور عنوانِ جمیل ہے۔

حرف شیریں است وعنواں دل رُبا
خیر یادا تا چہ آید مدّعا

عنقریب بصیرہ ۲۸ میں اس بات پر روشنی ڈالی جائے گی۔

**نمبر ۲۷** لکھا ہے۔ ان کے انوار مثل تیز روشنی کی قندیل کے تھے کہ اگر ہزاروں ظلمات ان کے سامنے جمع ہوں ان سب پر وہی غالب رہے۔ الخ

**بصیرہ** چونکہ حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر نماز کے لئے خاص طور سے اہتمام فرماتے تھے جس سے بزم جمشید والے یکسر ناشناس تھے

Marfat.com

اس لئے وہ یہ سمجھے کہ یہ بات نور کے مدھم ہونے کی وجہ سے تھی اگر نور زیادہ اور تیز ہوگا تو کسی بات کی وجہ سے نماز میں خلل واقع نہ ہوگا۔ صرف اس بات کے ثابت کرنے کے لئے اپنے بزرگوں کی تعریف ان الفاظ سے کی جا رہی ہے۔ لیکن

زُوْيدًا يَقِرُّ الْاَمْرُ فِي مُسْتَقَرِّهٖ
فَمَا الْمَجْدُ عَمَّا تَفْعَلُوْنَ بِنَائِمٍ

بزم جمشید والوں کو ذرا خیال کرنا چاہیئے کہ صرف نور کی تیزی کمالِ صلوٰۃ اور معراج بندگی کے لئے کافی نہیں ہے۔ ہزار نور ہو، تیز روشنی ہو نظر بھی خوب قوی ہو۔ جب تک چلنے والا اپنے مواقع اقدام پر نگاہ نہ رکھے گا وہ اپنے کو مہلکہ سے نہیں بچا سکتا وہ یقیناً کسی حادثہ کا شکار ہوگا۔

چاہ است وراہ و دیدۂ بینا و آفتاب
تا آدمی نگاہ کند پیش پائے خویش
چندیں چراغ دارد و بے راہ می رود
بگزار تا بیفتد و بیند سزائے خویش

نماز کے کمال کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ دل بہ تمام و کمال اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف راجع ہو، کوئی شئے دل کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے نمازی اپنے کو اللہ کے حضور میں پاتا ہو۔ اگر وہ اللہ تعالےٰ کے انوار کو دیکھے تو کیا کہنا۔ نہیں تو یہ سمجھے کہ مالک و مولیٰ

Marfat.com

مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ جب نمازی اپنے کو اس حال میں پائے گا تو وہ ہرگز کسی شئے کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور جو چیز اس کے حضور اور دل بستگی میں خلل ڈالے گی وہ اس کو دور کرنے کی کوشش کریگا میں بصیرہ ۱۸ میں چند احادیث شریفہ لکھ چکا ہوں۔ ذرا ان کو خیال سے پڑھا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انوار کی کیا کمی تھی آپ تو سراپا نور اور سراج منیر تھے۔ آپ کے پیچھے کسی نے کچھ پڑھا تو آپ کی قرأت میں اس فعل کی وجہ سے رکاوٹ پڑی اور نماز کے بعد آپ نے اس شخص کو متنبہ کیا کہ وہ کیوں نماز میں خلل کا سبب بنا۔ ایک شخص نے آپ کے پیچھے اخیر کی صفوں میں آداب صلاۃ کے منافی کوئی عمل کیا۔ آپ نے سلام پھیر کر اس سے ارشاد کیا۔ تجھ کو اللہ کا ڈر نہیں ہے تو نہیں دیکھتا کہ تو نے کس طرح نماز پڑھی ہے۔ آپ نے پردہ کو ہٹوایا۔ عمدہ دھاری دار چادر جو کہ جاذب نظر تھی اپنے بدن اطہر سے الگ کی۔ اگر صرف نور کی تیزی نماز کے کمال کے لئے کافی ہوتی تو آپ ان دونوں اشخاص کو کیوں تنبیہ فرماتے۔ آپ عائشہ صدیقہ کے پردہ کو کیوں الگ کراتے۔ آپ اپنی مبارک چادر کو کیوں بدلواتے ذرا تو خیال کرو کوئی کتنا ہی بڑا ولی کیوں نہ ہو۔ قیوم ہو۔ غوث ہو، قطب ہو فرد ہو۔ ابدال میں سے ہو، اوتاد میں سے ہو۔ یقیناً وہ ایک ادنیٰ صحابی کے خاکِ پا کے برابر نہیں ہے۔ ہر صحابی آسمان رفعت پر ایک

Marfat.com

چمکتا تارہ ہے۔ مع ہٰذا حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے آپ سے شیطان کی شکایت کی، آپ نے ان سے فرمایا اس شیطان کا نام خنزب ہے اور پھر آپ نے اس کے دفعیہ کا علاج بتایا۔ اگر نور کی تیزی کے باعث شیطان لعین نماز کو خراب کرنے سے عاجز رہتا تو حضراتِ صحابہ کے پاس انوار کی کیا کمی تھی۔ جناب حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مابین موجود تھے ہر وقت اور ہر آن بے اندازہ انوار و برکات کا نزول ہو رہا تھا مشکات شریف کی کتاب الطہارت فصل ثالث میں نسائی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، آپ نے سورۂ روم تلاوت فرمائی آپ کو التباس ہوا، نماز کے بعد آپ نے ارشاد کیا مَابَالُ اَقْوَامٍ یُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَایُحْسِنُوْنَ الطُّھُوْرَ وَاِنَّمَا یَلْبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْاٰنَ اُولٰٓئِكَ یعنی کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اچھی طرح طہارت نہیں کرتے اور ہم کو قرآن مجید میں التباس یہی لوگ ڈالتے ہیں۔''

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ مشکات کی فارسی شرح اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں دیکھو صنہ۲۰ جلد اوّل)

ایں جا محل عبرت و تذکار است مر عاقل را در تاثیر صحبت کہ سید رسل صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ بہ آں مرتبہ

Marfat.com

وجلالتِ شان در حالت قرأتِ قرآن در نماز کہ اعظم حالات و اقرب اوقات اوست در قرب حضرت رب العالمین از صحبت یکے از احادِ اُمت بہ ترکِ سنن وبعض آداب وضو کہ نہ عبادت مقصود لذاتہ است متاثر گردد چہ جائے دیگراں کہ بہ مصاحبت ومخالطت اہل فسق وبدعت گرفتار باشند وشب وروز باایشاں باشند (انتہی)

اس حدیث شریف کو خیال کرنا چاہیئے اور پھر حضرت شیخ کی عبارت کو سمجھنا چاہیئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا نور اور سراج منیر سید المرسلین اور محبوب رب العلمین تھے ان لوگوں کی وجہ سے جنھوں نے اچھی طرح طہارت نہ کی تھی وضو کے بعض سنن اور آداب کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اپنی نماز مبارک میں متاثر ہوئے تو پھر ایسے لوگوں کی شرکت کا کیا کہنا جو دن رات فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں۔ ایسے افراد کی شرکت سے بھلا نماز میں خلل کس طرح نہیں واقع ہوگا یہ عاجز کہتا ہے کہ جس شخص کی نماز میں ایسے افراد کی شرکت سے خلل واقع نہ ہو تو وہ شخص یقیناً صاحب کمال نہیں ہے حضرت مخدوم الانام سیدی الوالد رحمۃ اللہ علیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ شریفہ پر عامل تھے بھلا آپ پر کیا اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور بزمِ جمشید والے

Marfat.com

آپ کی کیا تنقیص کریں گے۔

در سفالیں کاسۂ رنداں بخواری منگرید
کیں عزیزاں خدمتِ جامِ جہاں بیں کردہ اند
قدسیاں بے بہرہ انداز جرعۂ کاس الکرام
ایں تطاول ہیں کہ با عشاق مسکیں کردہ اند

مع ہذا یہ عاجز کہتا ہے کہ اگر ذرا دقیق نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جتنا زیادہ نور ہوگا نظر میں اتنی ہی تیزی آئے گی اگر راستہ میں ایک سوئی بھی پڑی ہوگی وہ بھی دکھ جائے گی یہی حال نمازی کا ہے جتنا اس کا قلب صاف ہوگا اور جتنا اس کا قدم صحو کے مقام میں راسخ ہوگا اور جتنا وہ مقامِ ارشاد کے قریب تر ہوگا اتنی ہی اس کی بصیرت زیادہ ہوگی اور ہر شے اس کو صاف نظر آئے گی۔

بصیرہ ۱۸ء میں جو پانچویں حدیث مشکات سے لکھی ہے ذرا اس کو خیال سے پڑھنا چاہیئے اور پھر ابن حجر کی عبارت کو خیال سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ان حقائق کو علمائے اعلام خوب اچھی طرح بیان کر گئے ہیں۔ میں اس مجالسہ میں کیا بیان کروں، حضرت سیدی الوالد رحمۃ اللہ علیہ کا نور کتنا روشن اور قوی تھا اس کا علم علام الغیوب ہی کو ہے جو بات مجھ کو یقینی طور پر معلوم ہے اور جس کا ایک جہاں قائل ہے وہ آپ کے

Marfat.com

قلب شریف کی صفائی تھی ذرا سے وسوسے کو آپ فوراً پکڑ لیتے تھے اس کے متعلق میں بصیرہ ۱۸ میں کچھ لکھ چکا ہوں اب آپ کے حلقہ کی کیفیت بہت مختصر طور پر لکھتا ہوں۔

جب حلقہ شروع ہوتا تھا۔ ابتدا قلوب کی صفائی سے ہوتی تھی۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ جلالی شان کا ظہور ہوتا تھا۔ اس عرصہ میں وہ افراد جو صرف برائے ملاقات آئے ہوتے تھے مُرَخَّص ہو کر چلے جاتے تھے۔ ظلمت کے بادل چھٹ جاتے تھے۔ تَخلِیَہ مکمل ہو جاتا تھا۔ تَجلِیَہ کی نوبت آتی تھی، صرف وہ لوگ رہ جاتے تھے جن کے کانوں میں اِنَّ لِیْ مَعَ اللّٰہِ سَاعَۃً کا شیریں نغمہ سجت رہتا تھا اور جن کے دلوں کو اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃٌ کی دل کش صدا تڑپائے ہوئے تھی فلک ہدایت کے افق پر انوارِ معرفت کے سپیدہ کا ظہور ہوتا تھا، جمالی دور اپنی شان دکھاتی تھی اہل دل کی محفل جمتی تھی انوار و برکات و فیوضات کی ندیاں بہتی تھیں بادہ وحدت کے جام پر جام پلائے جاتے تھے وہ جام جس کے مست شہ نقشبند ہیں،،

وہ جام جس سے راہ فنا و بقا ملے
وہ جام جس کی بو سے اڑیں قدسیوں کے ہوش
وہ جام سلسبیل میں جس کا مزا ملے
وہ جام جس سے لالہ و گل میں ہے رنگ و بو
وہ جام نیرّین کو جس سے ضیا ملے

Marfat.com

وہ جام جس سے خاتمہ بالخیر ہو نصیب

وہ جام جس کی بادہ کشی سے خُدا ملے

اس وقت کی حالت دیکھنے کی ہوتی تھی، خوش نصیب ہیں وہ پاک نہاد افراد جو اس دولتِ سرمدی سے مستفید ہوئے اور ان کے سینہ گنجینہائے اسرار و انوار بنے اور نیک بخت ہیں وہ عالی نژاد جو شراب معرفت کے جامہائے رنگیں چڑھا کر حق کے متوالے بنے اور سغراق محبت پی کر ہر دو جہاں سے رو گرداں ہو کر ذات پاک وحدہ لاشریک لہٗ کے والہ و شیدا ہوئے۔

زاں مے خوردم کہ روح خم خانۂ اوست

مستے شدہ ام کہ عقل پیمانہ اوست

دودے بہ من آمد آتشے در من زد

زاں شمع کہ آفتاب پروانہ اوست

اس بزم صاف کیشاں کا کچھ حال برادرِ طریقت غلام احرار صاحب زادۂ غزنوی رحمہ اللہ تحفۃ الاخیار میں اس طرح پر لکھتے ہیں

بر درِ او شاہ درشاں دیدہ ام — پاک رُو آں ماہ دشاں دیدہ ام

یک زرہِ عشق شدہ جامہ دَر — یک بہ فنا مشق زدہ خامہ وَر

یک زرہِ سُکر شدہ ہائے زن — یک بہ رہِ صَحو و لقا پائے زن

یک بہ نماز از سرِ صدق و حضور — گریہ کناں از رہ ذوق و سرور

یک شدہ غرقاب فنا آں چناں — کش نہ اثر ماندہ ز خود نے نشاں

Marfat.com

بعض بدیدیم کہ مستہلک اند | غرق بہ نسیاں ہمہ مستغرق اند
یک شدہ حیرت زدہ اندر جلال | یک مترقب شدہ اندر جمال
بعض قدم تا بہ نہایت زدند | خوش بہ رجوع راہ ہدایت زدند
خوب بدیدیم دراں بارگاہ | کارگرانند دراں کارگاہ
اہلِ کمال اند ہمہ سرفراز | کامدہ اند از رہِ دُور و دَراز
بر در او خاک نشیں گشتہ اند | تخم محبت در صفا کشتہ اند
راہ روانند دریں راہ پاک | قافلہ سالار ہماں شاہ پاک

**نمبر ۲۸** ۔ لکھا ہے۔ ایسے کامل کو حق ہے اصلاح کا۔

**بصیرہ** اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ دیکھنا یہ ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ یا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہما الرحمۃ نے اس سلسلہ میں کونسا قدم اٹھایا ہے اور اصلاح کے حق کو کس طرح پر استعمال کیا ہے اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے مریدوں یا شاگردوں نے ان کے اصلاحی اقدام کو بہ نظر استحسان دیکھا ہے یا معاملہ بالضد ہے۔

میلاد شریف کی مبارک محفل کے متعلق حاجی صاحب، اور مولانا صاحب کی خاص للہیت پر مبنی نصیحت اور پرخلوص مشورہ بصیرہ ۲۷ میں فیصلہ ہفت مسئلہ اور انوار ساطعہ سے نقل کر کے لکھ چکا ہوں ان دونوں حضرات نے محفل مبارک کو مع قید تاریخ اور قیام کے برکات کا ذریعہ بتایا ہے اور

Marfat.com

زمانہ کے رنگ کو دیکھتے ہوئے اس کارِ خیر کو صرف بہتر ہی نہیں کہا ہے بلکہ فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ یہ تھا ان حضرات کا اصلاحی اقدام اور یہ تھا ان دونوں باکمال حضرات کا مبارک طریقہ۔ فَجَزَاھُمَا اللّٰہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا۔

اس میں تو کسی کو شک نہ ہوگا کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ مولوی اشرف علی صاحب کے پیر تھے اور ان کے بڑے اور بزرگ تھے۔ لہٰذا جو شخص مولوی صاحب کی یہ عبارت پڑھے گا اس کو یقین ہوگا کہ مولوی صاحب کا طریقہ اپنے پیر و مرشد کے طریقہ سے سرِ مُو مخالف نہ ہوگا کیونکہ وہ تو اپنے بزرگوں کو اتنا عظیم المرتبت مانتے ہیں اور ان کے واسطے اصلاح کا حق تسلیم کرتے ہیں ولکن وَیَا لَلْاَسَفَاہ

اِنَّ مَنْ یَدَّعِیْ بِمَا لَیْسَ فِیْہِ\
کَذَّبَتْہُ شَوَاھِدُ الْاِمْتِحَانِ

یہاں پر یہ کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھ کو مولانا رشید احمد صاحب یا ان کے ہمنوا دیگر افراد سے قطعًا کوئی غرض نہیں ہے۔ مولانا رشید احمد صاحب اپنے پیر و مرشد کی حیات میں اپنے خاص طریقہ پر تھے اور جب مولوی اشرف علی صاحب مکہ مکرمہ سے فیصلہ ہفت مسئلہ لے کر آئے اور اس کو حلیۂ طباعت سے آراستہ کر کے چار اطراف منتشر کیا تو

مولانا صاحب نے صاف طور پر کھلم کھلا کہہ دیا کہ اس رسالۂ شریفہ کی بعض باتوں سے مجھ کو اختلاف ہے ان کے خط کا حصّہ بصیرہ ۱۹ میں لکھ چکا ہوں اور نہ مجھ کو اس سے کچھ بحث ہے کہ بعض افراد نے مطبع حدیقۃ العلوم واقع شہر میرٹھ میں ایک اشتہار طبع کرایا کہ حاجی صاحب سے بیعت طریقت میں کی ہے شریعت میں ان کے متبع نہیں ہیں کیونکہ یہ مریدوں کا اور ان کے پیر کا معاملہ ہے۔ دوسروں کے معاملہ سے مجھ کو قطعاً بحث نہیں ہیں تو بزم جمشید والوں یا مولوی اشرف علی صاحب کے متعلق بھی کچھ نہ لکھتا اگر یہ لوگ سیدی وسندی وحجتی ووسیلتی ومرشدی ومعتمدی ومربی ووالدی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

زہر یک نقطہ اش چوں سنبل تر شمیم وصل جاناں می زند سر
ولے آں کز برودت درزکام است چہ داند نافہ اش گر در مشام است

کے بارے میں مکروہ۔ دل آزار اور بے بنیاد باتیں نہ بناتے چونکہ ان لوگوں نے از روئے بغض وعناد صرف آپ کو ناقص ثابت کرنے کے لئے اپنے بزرگوں کی ایسی تعریف کی ہے کہ خود ان کا طریقہ ان کے اقوال کے بارے میں بتا رہا ہے یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اور یہ صرف اس لئے کہ بزرگوں کے نام کی وجہ سے لوگوں کے اعتراضات سے بچ جائیں اگرچہ اپنے بچاؤ کی اچھی صورت نکالی ہے لیکن سہ

Marfat.com

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يُدْرِكُهُ
تَجْرِي الرِّيَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ

مولوی اشرف علی صاحب سالہاسال کانپور میں رہے وہاں بڑی عقیدت، محبت اور دھوم دھام سے محفلِ مبارک میلاد شریف خاص بارہ ماہِ مبارک ربیع الاول الانور کو منعقد کرتے رہے اور بہت ہی نیازمندی اور شوق سے قیام کرتے رہے اس تمام عرصہ میں ان کو کبھی اس افضل المندوبات میں کسی قسم کی کوئی خرابی نظر نہ آئی۔ نہ کبھی اس کو بدعتِ سیّٔہ سمجھا اور نہ کبھی اس میں شرک کی ظلمت نظر آئی اور نہ کبھی۔ العیاذ باللہ۔ مثل کنھیا کے جنم کے جانا۔ اسی عرصہ میں حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچے مرید ہوئے خلیفہ ہوئے اور کتاب فیصلۂ ہفت مسائلہ لے کر واپس آئے۔ یہاں کتاب طبع کرائی۔ بعض پیر بھائیوں نے کہا اس کتاب کو طبع نہ کراتے بہتر ہوتا۔ انھوں نے بجواب کہا پیرومرشد کے ارشاد کو میں کس طرح بجا نہ لاتا۔ ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ ہجری کو حضرت حاجی صاحب رحلت فرمائے خلد بریں ہوئے۔ اب مولوی صاحب کے لیے راستہ صاف ہوا فیصلہ ہفت مسائلہ فرسودہ اور ناقابلِ عمل ہوگئی۔ براہین قاطعہ میں نئی روشنی ظاہر ہوئی۔ ترقی اور کمال اور تحقیق کی نئی راہیں دکھنے لگیں اور ۱۳۱۹ھ ہجری ماہ محرم میں حفظ الایمان کا ظہور ہوا اور

Marfat.com

اس طرح مولوی صاحب اپنی منزل مقصود کی طرف بڑی تیزی سے بڑھنے لگے وہ کتنے بڑھے اور انھوں نے کیسے کیسے مدارج طے کئے۔ اس کے متعلق خود مولوی صاحب ماہ محرم ۱۳۵۸ھ کو اس طرح بیان دیتے ہیں "جس طرح حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے نہیں پہچانا خدا معاف کرے، خدا معاف کرے مجھ کو بھی نہیں پہچانا" دیکھو رسالہ بزم جمشید کے صفحہ ۳۶ پر سطر سات اور آٹھ کو، بے شک بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کو سمجھنے میں اپنی عمریں صرف کر رہے ہیں اور جو جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے بحر ذخار نا متناہی سے آتش شوق طلب کو بجھانے میں مصروف ہیں اور اپنی تشنہ لبی کو فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی کے دریائے شیریں کے مناہل عذبہ اور موارد صافیہ سے سیراب کرنے میں مشغول ہیں بھلا وہ اس اردو عبارت کو جس کو خود مولوی صاحب نے ۲۳ سال کے بعد بدلا۔ یا خود مولوی صاحب کی ذات کو کیا سمجھیں ؎

برہمن بتوں کو خدا جانتے ہیں
خدا کو خدا جانے کیا جانتے ہیں

مولوی اشرف علی صاحب تو جناب حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو اس آسانی سے سمجھ جائیں اور خود ان کی ذات

Marfat.com

عقولِ بشر کی سمجھ سے بالاتر ہو جائے، یہ ہے اس نئی تحقیق اور کمال کا کرشمہ، حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

وصّافی خود بہ رَغْمِ حاسد تا کے | ترویج جنیں متاع کاسد تا کے
تو معدومی و خیال ہستی از تو | فاسد باشد خیال فاسد تا کے

یہ عاجز کہتا ہے مولوی اشرف علی صاحب یہ سب کچھ کرتے، بلکہ اس سے زیادہ اپنی تعریف و توصیف کرتے اور اپنی عظمت و کمالات کا اظہار کرتے لیکن اپنے نام سے کرتے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ اپنا قدیم طریقہ چھوڑ رہے ہیں اپنے پیرو مرشد کے مسلک کو بدل رہے اور اپنے نئے طریقہ کو غلط طور پر بزرگوں کا نام لے کر فروغ دے رہے ہیں۔ اور اپنی بِضَاعَۃِ مُزْجَاۃ کو بڑی ہستیوں کے نام سے ترویج دے رہے ہیں۔ اصحابِ تحقیق اور اہلِ کمال کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اپنے نام سے کرتے ہیں ان کا عزم ان کا جزم ان کا عمل ان کا حوصلہ بہ لسانِ حال کہتا ہے۔

وَاِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ الْاَخِیْرُ زَمَانُہٗ
لَاٰتٍ بِمَا لَمْ تَسْتَطِعْہُ الْاَوَائِلُ

حضرت سیدی الوالد دروازہ پر دربان بٹھاتے تھے ایک شخص نے عرض کیا آپ کے بزرگوں کا یہ طریقہ نہ تھا آپ نے بجواب یہ آیت شریفہ پڑھی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنٌ آپ نے یہ نہ کیا

Marfat.com

کر اپنے کسی بزرگ کا نام لے کر اپنے لئے راہِ جواز نکالیں بلکہ آپ نے فرما دیا کہ ہر شخص اپنے عمل کا جواب دہ ہوگا، یہ ہے اہلِ تحقیق کا اقدام اور یہ ہے اہلِ عزم کا جواب لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ۔

علم ظاہر میں محقق کہلانے کا مستحق کون ہو سکتا ہے۔ اس بیان کو علماء کی تالیفات میں دیکھا جائے۔ دیگر مذاہب کا مجھ کو علم نہیں۔ احناف میں علامہ ابن الہمام کو محقق کہا جاتا ہے ان کے بعد محقق کہلانے کا مستحق کون ہوا ہے کیا کسی کا نام لیا جا سکتا ہے، جہاں تک درایت کا تعلق ہے وہ عنقا صفت ہو چلی ہے جتنے بھی علماء گزرے ہیں وہ اصحاب نقل اور جمع ہوئے ہیں متقدمین اور محققین کی عبارت کو صحیح طور پر سمجھ کر اگر اپنی تالیف میں کوئی بیان کر دے۔ اسی کو بڑا کمال سمجھنا چاہیئے۔ ہاں بعض خصوصی مسائل میں بعض افراد نے تحقیق کی ہے ایسے افراد کو محقق علی الاطلاق نہیں کہا جا سکتا۔ اس موضوع کو یہ عاجز کتاب الحُجَّۃ فِی مَسْئَلَۃِ اللِّحْیَۃِ وَالْقُبْضَۃ میں قدرے وضاحت بیان کر چکا ہے۔ ہندوستان میں زیادہ تر یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ بعض مسائل میں علامہ ابن تیمیہ دمشقی اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کا نام لئے بغیر اگر ان کے بیان کردہ مسائل کو کوئی بیان کرنے لگے اور اظہار کئے بغیر ان کے طریقہ پر چلنے لگے اور عام

Marfat.com

مسلمانوں کے طور طریقہ میں جگہ جگہ شرک اور کفر نظر آنے لگے اور جا و بے جا بدعت کی گردان دہرائی جانے لگے اور اکابر اولیائے اُمت مثلاً حضرت معین الدین چشتی حضرت قطب الدین بختیار کاکی حضرت فرید الدین گنج شکر حضرت علاء الدین صابر حضرت نظام الدین اولیاءؒ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی قدس اللہ اسرارہم کے مبارک نام استخفاف اور اہانت سے لینے لگے تو ایسا شخص محقق کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے ذٰلِکَ مَبْلَغُہُمْ مِنَ الْعِلْمِ۔

اِصلاح کرنے والے کو مُصلح کہتے ہیں رسم اور رواج تو قدیم الایام ہی سے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملتا تھا بہ نسبت مشرکین کے اہلِ کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ دین میں تو کسی کی موافقت یا مخالفت کا سوال ہی نہیں ہے سب کچھ رسومات اور عادات کے بارے میں تھا ہر ملک اور ہر قوم میں الگ الگ رسم و رواج ہوتے ہیں، امتداد زمانہ سے رسومات میں بعض قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مصلح وہ ہے جو ان قباحتوں کو دور کرے۔ جو شخص پرانے طور اور طریقوں کو بالکل غلط قرار دے اور ان کو بند کرائے وہ مُصلح کہلانے کا مستحق کہاں سے ہو گیا۔ وہ تو رد کرنے والا اور مانع ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی رحمہ اللہ ماہِ رجب میں سورہ تبارک

Marfat.com

پڑھنے اور اطعام طعام کے بارے میں شفاء السائل میں تحریر فرماتے ہیں: "خواندن سورۂ تبارک بطور معہود ثابت نیست اگرچہ خالی از ثواب نیست کہ نفع فقرا است و قرأت قرآن۔ نعم تخصیص نمودن چیزے برائے ثواب امر لغو است و عوام را منع کردہ نہ شود، زیرا نچہ او شاں از اصل صدقہ محروم می مانند چنانچہ از خواندن نماز بہ وقت مکروہ، کما فی الدُّرِّ المُختَار۔ اِلَّا الْعَوام فَلَا یُمنَعُوْنَ مِنْ فِعْلِهَا لِاَنَّهُمْ یَتْرُکُوْنَهَا"

مصلح کی یہ شان ہوتی ہے اس کی نظر ہر پہلو پر ہونی چاہیے وہ صرف نقص کو نکالنے کی کوشش کرے یہ نہ ہو کہ جوش میں آکر کسی نقص کی وجہ سے وہ اس کام ہی کو بند کرا دے، اور اس طرح اس کام کے سلسلہ میں جو نیکیاں اور بھلائیاں معرض وجود میں آ رہی ہیں وہ بھی رک جائیں۔ جو شخص یہ طریقہ استعمال کرے اس کو مُصلح کہنا کہاں تک درست ہے وہ تو مُعَطِّل اور مانع ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب جبکہ وہ فارغ التحصیل ہو گئے اور کانپور میں مدرس بھی ہو گئے سالہا سال تک محفل مبارک میلاد شریف منعقد کرتے رہے قیام بھی کرتے تھے بعد میں ان کو اس کارِ خیر میں خرابی نظر آنے لگی۔ اب ان کو چاہیے تھا کہ وہ صرف اس خرابی کو رفع کرتے اور میلاد شریف کی محفل صحیح طریقہ پر منعقد کر کے عوام کے سامنے پیش کرتے لیکن انھوں نے

Marfat.com

کیا کیا یہ سب کو معلوم ہے میں اس المیّہ کا کیا بیان کروں ۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

ورنہ در مجلسِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

علم باطن میں صاحب کمال کیسے افراد ہوتے ہیں اس بیان سے پہلے میں حضرت سیدی الوالد کے ایک مکتوب ہدایت اسلوب کا کچھ حصّہ نقل کرتا ہوں جس کے متعلق بصیرہ ۱۹ میں وعدہ کر آیا ہوں مولوی عبدالرحمٰن پسر مولوی امام الدین جالندھری چند سال تک دیوبند کے مدرسہ میں تعلیم پاتے رہے ۔ پدر و پسر ہردو آپ سے بعیت تھے ۔ دیوبند کے دورانِ قیام میں مولوی عبدالرحمٰن نے مولوی اشرف علی صاحب کے متعلق کچھ تحریر کیا تھا اور اپنے وسوسوں کا علاج دریافت کیا تھا آپ نے بجواب تحریر فرمایا ہے ۔

مختلف امراض کی ایک تدبیر تو نہیں ہو سکتی اگرچہ ابتدا ہی سے بُرے خیالات کا دور کرنا مناسب ہے تاکہ عادت نہ ہو جائے مگر اس کا علاج پیر کی خدمت ہے اور ہمارے نزدیک فقط پیر کا کچھ تحریر کر دینا یا کچھ اسم بتلا دینا ان باتوں کے واسطے مفید نہیں ہے اور نہ طریقت کا کوئی مرتبہ اس سے حاصل ہوتا ہے یعنی دور سے کچھ پیر بتا دیوے اور مرید دور بیٹھ کر کہدے تو اس سے طریقت کا کوئی کمال حاصل نہیں ہو سکتا آجکل کے پیروں کا جو اعتقاد ہم کو نہیں ہے مثلاً مولوی اشرف علی صاحب تھانہ بھون کے ، اس کی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے اپنے پیر کی خدمت مدت مدید تک نہیں کی

Marfat.com

ہے اور مدار دین کے کمالات کا اسی پر ہے کہ مدت تک اپنے پیر کی خدمت کرے اور بغیر مدت مدید کے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور جب تک یہ مرتبہ اپنے پیر کامل کے ساتھ حاصل نہ ہوئے تو شریعت کے ساتھ اور پیغمبر کے ساتھ کیسے حاصل ہوگا۔ یعنی فنافی الرسول کیسے ہو سکتا ہے۔ الخ

سہ شنبہ سوم شعبان ۱۳۲۸ھ ہجری

(۱۰ اگست ۱۹۱۰ء از کوئٹہ)

آپ کا جواب بالکل صاف اور واضح ہے آپ نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ آپ نے نقائص نکالنے کی کوشش نہیں کی، آپ نے ایک عام قاعدہ کی بات فرمائی ہے کہ جو شخص بھی اپنے مرشد کی خدمت میں مدتِ مدید نہ رہے گا وہ کمال کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور مثال میں مولوی اشرف علی صاحب کا نام لے دیا اور فرما دیا کہ ایسے پیروں کا ہم کو اعتقاد نہیں۔ مرید ہو جانا اور اجازت و خلافت کا پا لینا اور شئے ہے اور کمال کے مرتبہ کو پہنچنا اور شئے ہے۔

نہ ہر صدف کہ فرو خورد قطرہ باراں — درونِ سینۂ او گشت جائے دُرِّ دانہ
صدف بباید و باران و بحر چندیں سال — ہنوز نیست محقق کہ می شود یا نہ

Marfat.com

جالندھر کے ایک صالح شخص جو دیہات میں جاکر وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے آکر آپ سے بیعت ہوئے۔ کچھ دن رہے جاتے وقت انھوں نے عرض کیا۔ اگر کوئی شخص اللہ کا نام پوچھے اور طریقہ شریفہ میں داخل ہونا چاہے تو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا تم صرف طریقت میں داخل ہوئے ہو۔ ابھی تم نے طریقت کا کمال حاصل نہیں کیا ہے اجازت اور خلافت کے لائق نہیں ہوئے ہو البتہ ہم نے سنا ہے پنجاب میں جہالت زیادہ ہے اور جھوٹے پیر لوگوں کو غلط راستہ پر ڈالتے ہیں اس لئے میں تم کو اجازت شریعت دیتا ہوں کہ تم لوگوں سے اسلام کا عہد لو اللہ کی فرمانبرداری کی ترغیب دو اور نافرمانی سے ڈراؤ اور اللہ کا نام ہماری طرف سے بتا دو تاکہ جاہلوں کے ہاتھ میں نہ پڑیں۔

طریقت کا تعلق تصفیہ اور تزکیہ سے ہے اور اس کے واسطے مدت کی ضرورت ہے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوالِ شریفہ پر نظر ڈالی جائے تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔ علمائے کرام نے جو کچھ ارشاد کیا ہے مختصر طریقہ پر بیان کرتا ہوں۔

حضرات محدثین کی جماعت کہتی ہے کہ جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کی حالت میں ایک نظر دیکھ لیا ہے یا ایک بات آپ کی سن لی ہے یا ذرا سی دیر آپ کی خدمتِ مبارکہ میں رہ لیا ہے وہ صحابی کہلانے کا مستحق ہو گیا

Marfat.com

ہے۔ اس کی روایت مقبول ہے اور حضرات اُصُولیّین کی جماعت کہتی ہے کہ جو شخص مدتِ مدید تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں رہا ہو۔ اس نے عسُر اور یسُر میں آپ کا ساتھ دیا ہو، رزم اور بزم کے مواقع دیکھے ہوں حضر اور سفر میں آپ کے ساتھ رہا ہو۔ صحابی کہلانے کا مستحق وہی ہے۔ ایسے حضرات کی ہر طرح پر تہذیب ہو چکی ہے، ہر آزمائش میں وہ ثابت قدم رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ۔ یعنی وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو پرہیزگاری کے واسطے اللہ تعالیٰ نے جانچ لیا ہے ان کے واسطے بخشش اور عمدہ اجر ہے۔

محدثین کی نظر روایت پر ہے اور روایت کی صحت کے لئے ادنیٰ صُحبت بھی کافی ہے۔ اُصُولیّین کی نظر درایت اور سمجھ پر ہے اور اس کے لئے ایک مدت کی ضرورت ہے۔ آپ کی صحبت کا شرف یقیناً ہر اُس شخص کو حاصل ہے جو محدثین کے نزدیک صحابی کہلایا جاتا ہے۔ لیکن ارشاد و ہدایت کا مقام انہی حضرات کو ملا ہے جو اصولیین کے نزدیک صحابی کہلانے کا مستحق ہوا ہے اور جتنی جس کی صحبت زیادہ رہی ہے اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند تر ہے۔ آپ کی محبت میں جتنا فانی تر ہو گا اتنا ہی اس کا رتبہ

Marfat.com

عالی تر ہو گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو مقام ملا اوروں کو کہاں میسّر ہوا، اور پھر سابقینِ اوّلین کو جو شرف ملا وہ اوروں کو کہاں نصیب، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ اسی سچی محبت کو فنا فی الرسول کہا جاتا ہے۔

حضرات مشائخ نے لکھا ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔ جب تک مرید کے دل میں اپنے کامل پیر کی محبت، باپ، اولاد اور دیگر افراد سے زیادہ نہ ہو گی وہ کامِلُ الْاِرَادَہ مرید نہیں ہو سکتا کامِلُ الْاِرَادَہ مرید اسی وقت کہلائے گا کہ اس کا مطمحِ نظر پیر کی پیروی ہو، ہر وقت پیر کی محبت میں ڈوبا رہے ہر وقت اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دے۔ اس کی ہر بات اس کے لئے شاخِ نبات ہو اور اس کا ہر فعل اس کے لئے سرمایۂ حیات۔ اس کی خوشی میں خوش اس کے رنج میں رنجیدہ جب مرید اس مقام کو پالیتا ہے تو اس کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ اس وقت مرید کی نظر میں دنیا کا کوئی پیر کوئی شیخ، کوئی رہبر نہیں جچتا، وہ اپنے پیر کی رضا مندی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی پاتا ہے اور رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی۔ اس پر اسرار اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے انکشافات

Marfat.com

ہوتے ہیں اور اس پر عشق رسول صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیہِ کا فتح باب ہوتا ہے اور پھر کہیں جا کر فنا فی اللہ کے مقام کو پہنچتا ہے مرید کامل الارادہ صادق المحبّۃ کسی حال میں اپنے پیر کے طریقہ کو نہیں چھوڑ سکتا چہ جائے کہ وہ اس کے خلاف کچھ کہے یا لکھے۔ اسی وجہ سے حضرت سیدی الوالد نے مولوی اشرف علی صاحب سے فرمایا: "تمھارے بڑے تو ہمارے طریقہ پر تھے تم نے اس کے خلاف کیوں کیا" اور جو شخص جناب محبوب کبریا سردار انبیا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین کا سچّا عاشق ہوگا کیا وہ حفظ الایمان کی عبارت سن کر خوش ہو سکتا ہے کَلَّا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اس لئے آپ نے مولوی صاحب سے ارشاد کیا ـ تمھارے اس رسالہ کو پڑھ کر کتنے لوگ گمراہ ہوئے ـ ہم دوسرے رسالہ کو لے کر کیا کریں ـ

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسّلام

آپ نے ایک مرتبہ دوسری محرم الحرام کو اپنے پیر و مرشد حضرت والد ماجد قدس سرہما کی فاتحہ کی ـ ایک شخص نے عرض کیا آپ حضرت امام ربانی کی فاتحہ بھی کریں گے، آپ نے فرمایا ہمارے امام ربانی یہی ہیں ہم کو جو کچھ ملا ہے انہی کے طفیل ملا ہے

یہ گھر چراغ فیوض عمر سے روشن ہے
نہیں ہے خیر کے سینہ میں نور آپ سے آپ

Marfat.com

پیر کا مرتبہ کیا ہے اور اس کی اطاعت اور فرماں برداری کتنی ضروری ہے۔ اس بیان کو حضرت مجدد قدس سرہ کے مکاتیب میں دیکھا جائے اور خاص کر مکتوب ٢٩٢ جلد اول، حق تعالیٰ بر اعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحرمة سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم۔

**نمبر ٢٩** لکھا ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی کا ارشاد ہے کہ مربّی وہ ہے جس میں یہ تین صفتیں موجود ہوں، دین انبیاء کا سا ہو۔ تدبیر اطبّا کی سی ہو، اور سیاست بادشاہوں کی سی ہو الخ

**تبصیرہ** ۔ حضرت ابن عربی قدس سرہ کا ارشاد سَراسَر سَدَادِ آبِ زَر سے لکھنے کے قابل ہے۔ تعجب یہ ہے کہ اس حکیمانہ ارشاد پر مولوی اشرف علی صاحب نے اپنے نقد اور تبصرہ کو کس طرح لاکر ختم کیا ہے۔ اس ارشاد سے تو حضرت مخدومِ اَنَام مرشدِ خاص و عام سیدی الوالد کے مسلک کو تقویت پہنچتی ہے ان پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں وہ حرف غلط کی طرح مٹ کر رہ جاتے ہیں۔ اس معاملہ کو دیکھ کر دل کہتا ہے کہ یہ وَکَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ہی کا ایک کرشمہ ہے۔ اب اس اجمال کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ اتنا معلوم ہونا چاہیئے کہ اس تبصیرہ میں دوسری اور تیسری صفت پر بحث کرتا ہوں۔ پہلی صفت پر بحث تبصیرہ ٣٠ میں ہوگی۔

حضرت فرماتے ہیں تدبیر اطبّا کی سی ہو۔ یعنی جس طرح

حاذق طبیب مرض کی تشخیص کرتا ہے۔ مریض کی حالت دیکھتا ہے اور پھر علاج کرتا ہے۔ اسی طرح مرشدِ کامل مریدوں کی حالت دیکھے ان کے استعدادات پر نظر رکھے اور ان کے مناسب احوال ان سے معاملہ برتے۔ اگر طبیب دارُوئے تَلخ دیتا ہے شِیرِیں دیتا ہے۔ عَرَق دیتا ہے۔ مَعجُون دیتا ہے مُنضج دیتا ہے مُسہِل دیتا ہے۔ تَنقِیَہ کراتا ہے۔ فَصَد کھلواتا ہے۔ فاسد مَادّہ کے اِخرَاج کے لئے نَشتَر لگاتا ہے بلکہ بقائے حَیَات کے لئے خراب شدہ عَضو کو کاٹ دیتا ہے۔ اسی طرح کامل مرشد بھی ہر مرید کی استعداد کو دیکھتے ہوئے اس کے شایانِ شان معاملہ اس کے ساتھ کرے۔ بصیرہ ۲۵ میں اس کے متعلق کچھ لکھ چکا ہوں اس کو دیکھ لیا جائے۔

حکیم ابوعلی سینا ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت اسم ذات شریف کے بعض فوائد اور تاثیرات کا بیان فرما رہے تھے۔ حکیم کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ صرف اَلِف لَام اور ہَا کے کہہ دینے میں اتنی خاصیتیں ہوں کہ بیمار اچھا ہو یا مشکل آسان ہو یا کسی دوسری بات کا ظہور ہو، اس نے اپنا شبہہ حضرت پر ظاہر کیا، آپ سمجھتے تھے کہ حکیم ظاہر بیں ہے اسباب وعلل پر اس کی نظر ہے اور آپ اس کی اصلاح بھی چاہتے تھے اس لئے آپ نے حکیم

Marfat.com

سے فرمایا " اے خر تو چہ دانی " یعنی اے گدھے تو کیا جانے۔ لفظِ خر سن کر حکیم پر اتنا اثر ہوا کہ وہ سر سے پیر تک عرق آلود ہوگیا حضرت نے جب یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو فرمایا اے حکیم میں نے تم کو نہ مارا۔ اور نہ کوئی دوا دی۔ میں نے تم کو خر کہد یا جو حرف خا اور را ہے اس کے سننے سے تم پسینہ پسینہ ہو گئے۔ رنگت زرد پڑ گئی۔ حالانکہ یہ ایک معمولی حیوان کا نام ہے تو پھر اس ذات پاک کے مبارک نام میں جو بھی تاثیر ہو کم ہے جو سارے جہاں کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ سن کر حکیم کو ہوش آیا۔ غفلت کے پردے ہٹے اور وہ آپ کی ولایت اور دانش کا معترف ہوا۔ حضرت خرقانی اگر اس موقع پر لفظِ خر نہ فرماتے تو حکیم کی اصلاح کس طرح پر ہوتی اور وہ حقیقت سے کس طرح روشناس ہوتا مجھ سے خود مخلصِ قدیم حافظ عبدالحکیم نے بیان کیا کہ آپ کے متعلق میرے دل میں کچھ اعتراض پیدا ہوا اور جڑ پکڑتا رہا۔ اسی حال میں میں آپ کے پاس حاضر ہوا دربان نے اطلاع کی لیکن اجازت نہ ملی۔ تین دن تک یہی ہوتا رہا کہ مجھ کو اجازت نہ ملتی اور میں گھر لوٹ جاتا۔ چوتھے دن میں قصد کر کے گھر سے چلا کہ جب تک آپ سے مل کر اپنی خطا معاف نہ کرا لوں گا میں گھر کو نہ لوٹوں گا چنانچہ میں حاضر ہوا۔ اطلاع ہوئی اجازت نہ ملی اور میں دروازے میں بیٹھ گیا رات کے دو بجے حلقہ تمام ہوا سب حاضرین گھر کو روانہ ہو گئے۔ حاجی ملا احمد خاں نے مجھ سے کہا

Marfat.com

اب چلے جاؤ حضور اقدس آرام گاہ تشریف لے گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم میری اطلاع کردو، شاید آپ مجھ کو بلالیں۔ چنانچہ ملا احمد خاں نے اطلاع کی ــــ اور میری طلبی ہوئی۔ جاتے ہی میں آپ کے قدموں پر گر کر رونے لگا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

آپ نے فرمایا۔ عبد الحکیم کئی دن سے تمہارے دل میں ٹیڑھ تھی اس واسطے ہم نے تم کو آنے نہ دیا۔ حکیم اجمل خاں کو جانتے ہو جس طرح وہ بدن کی بیماریوں کی تشخیص کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے فضل و کرم سے ہم دل کے امراض کی تشخیص کرتے ہیں اور جس طرح وہ مرض کے ازالہ کے لئے دوا دیتے ہیں۔ ہم بھی دیتے ہیں۔ دیکھو تمھارے دل کی ٹیڑھ کیسی نکلی، پھر آپ نے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا۔ خبردار بار دیگر ایسی حرکت نہ کرنا اور یہ کہہ کر آپ نے دعا دی اور مرخص کیا بصیرہ ۱۸ میں جناب مفتی مظہر اللہ صاحب کا واقعہ لکھ چکا ہوں اس کو بھی پڑھ لیا جائے۔ بصیرہ ۲۵ میں حدیث شریف انزل النّاسَ الخ بھی لکھ چکا ہوں۔ مرشد کامل وہ ہے جو دل کے امراض کی اس طرح تشخیص کرے اور پھر اس طرح اس کے ازالہ کی صورت نکالے۔ آپ ایک خط میں اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن کو تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اے عزیز در عالم کسے نیست کہ مرا ذوق دہد بجز خلوتِ من۔ سلوکِ سالکاں وجذبۂ مجذوباں را درونِ حرمِ من بار نیست خود در فہم عنایتے کہ بر من است قاصرم بہ دیگراں چہ رسد وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تَحَدِّيْثًا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ بہ شما نوشتم کہ دوست باشید وفہم کنید

من اگر رندم وگر شیخ چہ کارم باکس

حافظِ رازِ خودم عارفِ وقتِ خویشم

حضرت فرماتے ہیں سیاست بادشاہوں کی سی ہو۔ یعنی جس طرح بادشاہ اپنے احکام کو بزور منواتا ہے اس کے احکام کی تعمیل میں کوئی شخص پس وپیش نہیں کر سکتا چاہے فرزند دلبند ہو چاہے وزیر ہوشمند۔ کسی کو یارا نہ ہو کہ اس کی خلاف ورزی کر سکے اسی طرح مرشد کامل، طریقت کے آداب کی سب سے پابندی کرائے۔ کوئی مرید اپنی حد سے باہر قدم نہ رکھ سکے۔ چاہے وہ خلیفہ ہو چاہے مجاز۔ چاہے مولوی ہو چاہے صوفی جو بھی سرتابی کرے وہ اس کو متنبہ کرے۔ امیر ہو یا فقیر کسی کی رعایت نہ کرے، اور بے قاعدگی پر فوراً اس کو ٹوک دے۔ متنبہ کرنے پر اگر باز نہ آئے تو نکال دے اور کہدے۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ، اب جدائی ہے میرے تیرے بیچ۔

بزم جمشید والے اپنے بزرگوں کی تعریف میں لکھ رہے ہیں

Marfat.com

وہ تو اپنے خادموں کو مخدوم سمجھتے تھے۔ کیا کوئی بادشاہ اپنی
رعایا میں سے کسی ایک فرد کو بھی اپنا بادشاہ سمجھ سکتا ہے چاہے
وہ فرد اس کا اپنا لخت جگر ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ اس کا پدر
بزرگوار ہی کیوں نہ ہو، دوسروں پر اعتراض کرنا بہت سہل ہے
کیا بزم جمشید والوں نے اپنے طریقہ اور اپنے رفقائے کار کے
طریقوں پر بھی کبھی نظر ڈالنے کی زحمت گوارا کی۔ حضرت حاجی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مولود شریف میں شریک ہوتا
ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں
لطف اور لذت پاتا ہوں" اور مرید صاحب لکھتے ہیں" مولود شریف
کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے اور مثل
کنھیا کے جنم کی" شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اکبر الکبائر
گناہ شرک ہے جو شخص شرک کرتا ہو کیا وہ مرشد بنایا جاسکتا ہے
ایک صاحب سماع سنتے ہیں صرف قوالی ہی نہیں بلکہ سماع
بہ مزامیر اور دوسرے صاحب اس کو حرام قرار دیتے ہیں
اگر ایک بدعت اور شرک کی گردان رٹ رہا ہے تو دوسرا علم غیب
پر قلم آرائی کر رہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا
ہے۔ یہ ہر ایک کے کیوں نئے رسم و آئین ہیں۔ یہ ہر ایک کیوں
تحقیق و کمال کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ جماعت بندیاں کیسی
ہو رہی ہیں۔ یہ آپس میں اختلافات کس لئے پیدا کئے جا رہے ہیں

Marfat.com

یہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الفُ الفِ صلاۃٍ وتحیۃٍ میں انتشار کیوں پیدا کیا جا رہا ہے۔

مَاذَا التَّقَاطُعُ فِی الْاِسْلَامِ بَیْنَکُمْ

وَاَنْتُمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانُ

اَلَا نُفُوْسٌ اَبِیَّاتٌ لَّہَا ھِمَمٌ

اَمَا عَلَی الْخَیْرِ اَنْصَارٌ وَّاَعْوَانُ

لِمِثْلِ ھٰذَا یَذُوْبُ الْقَلْبُ مِنْ کَمَدٍ

اِنْ کَانَ فِی الْقَلْبِ اِسْلَامٌ وَّاِیْمَانُ

بادشاہوں جیسی سیاست کے یہ معنی ہیں کہ کامل پیر کے سب مرید ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہوں۔ حضرت سیدی الوالد کے دو مُرید تھے۔ ایک مولوی صاحب اور دوسرے ان کے شاگرد کچھ پڑھے لکھے اور حافظ، یہ دونوں سالہاسال آپ کے پاس آتے رہے انھوں نے آپ کے مکاتیب شریفہ کو بھی جمع کیا۔ اس کو پڑھتے تھے خود رُوتے تھے اور اوروں کو رُلاتے تھے۔ کبھی وجد میں اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے۔ کبھی درد میں لوٹتے تھے۔ میرٹھ کے واقعہ کے بعد جب آپ نے بڑے پیمانہ پر محفل مبارک میلاد

Marfat.com

شریف منعقد کی اور آپ نے محفل شریف کو پھولوں سے پتوں سے شامیانوں سے جھاڑ فانوس سے آراستہ کرایا۔ بلیوں پر رنگین کپڑے لپٹوائے اور ان پر سنہری روپہلی دھنک فَیَا لِلّٰہِ مِنْ حُسْنٍ وَبَہْجَۃٍ۔ ان دونوں افراد کے دل میں شکوک اور اعتراضات پیدا ہوئے اور بغیر ملاقات کئے چلے گئے ظاہرداری برتتے ہوئے یہ دونوں افراد ایک سال ڈیڑھ سال تک حاضر ہوتے رہے۔ لیکن خانقاہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملی۔ اس عرصہ میں ان دونوں کا وَلولہ، ذوق۔ شوق، جَذبہ رفتہ رفتہ زائل ہوتا گیا خود ان دونوں کو اس کا احساس ہوا، بہت گھبرائے اور اسی پریشانی کے عالم میں دوسری جگہ جاکر بیعت ہوگئے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید باطنی حلاوت پھر نصیب ہو۔ اسی میں سالہا سرگرداں رہے ۱۳۱۵ھ ہجری میں یعنی ۳۶ سال کے بعد مولوی صاحب مجھ سے دو چار مرتبہ ملے۔ ایک دن اپنی کیفیت کو یاد کر کے رونے لگے، اور یہ الفاظ کہے، "میں تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسی طرح کا ایک غلام ہوں جیسا کہ پہلے تھا"۔ ان کو دوسری جگہ سے کچھ فیض نہ ملا تھا۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے ساتھی بھی کفِ افسوس ہی ملتے رہے۔ یہ دونوں افراد آپ سے منحرف ہوئے تقریباً بارہ سال آپ حیات رہے۔ اس تمام عرصہ میں ایک دِن بھی آپ نے ان دونوں کا ذکر تک نہ فرمایا۔

Marfat.com

جناب مولوی حکیم سید عبدالجلیل صاحب نے ۲۹ رجب ۱۳۶۵ھ ہجری
کو مجھ سے بیان فرمایا کہ میں آپ سے بیعت ہوا۔ کچھ دن حاضر رہا اور پھر
ڈاسنہ چلا گیا وہاں ایک صوفی صاحب تھے احیاناً ان کے پاس بیٹھنے لگا
چند ماہ بعد حاضر ہوا اور صاحبزادہ کلاں حضرت بلال ابوالفیض کے
پڑھانے کی خدمت میرے سپرد ہوئی۔ میں اپنی خدمت بجالاتا رہا لیکن
میں محسوس کرتا رہا کہ آپ کی وہ نظرِ عنایت مجھ پر نہیں ہے جو پہلے تھی۔ میں
کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن آپ تفریح کر کے تشریف
لائے۔ مجھ پر نظر پڑی۔ فرمایا بیعت ہونے کے بعد جب تک تم یہاں رہے
تمہاری حالت اچھی تھی گھر جاکر تم نے کیا عمل کیا ہے۔ میں نے صوفی صاحب
کے حلقہ میں بیٹھنے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا یہ سب اسی کا اثر ہے
میں نے عرض کیا۔ حضور آپ وہ نسبت سلب فرمالیں۔ فرمایا اچھا ہم
وہ نسبت سلب کرلیں، یہ کہکر آپ نے آنکھیں بند کرلیں اور میری طرف
متوجہ ہوگئے۔ تھوڑی دیر میں میں نے محسوس کیا کہ میرے سینہ میں سے
کوئی چیز سمٹ کر اُمّ الدِّماغ کے راستہ باہر نکلی۔ اس وقت میں نے
خوب اچھی طرح چھن جیسی آواز سنی، اور اپنے میں ایک خاص کمزوری محسوس
کرنے لگا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اب کچھ دنوں تک وظیفہ شریف
نہ کرنا، اس کے بعد کئی سال تک مولوی صاحب آپ کے ساتھ دہلی اور کوٹہ
میں رہے فَنَالَ مَانَالَ۔ اور اب آپ[لہ] سالہا سال سے حبر دل

---

[لہ] افسوس صد افسوس کہ ہدایت کی یہ شمع شب جمعہ کو بین العشائین ۱۴ محرم ۱۳۹۱ھ

ضلع بہرائچ میں مقیم ہیں۔ مَتَّعَ اللّٰہُ الْمُسْلِمِیْنَ بِعِلْمِہٖ وَبِطُوْلِ بَقَائِہٖ۔)

لوحِ دل جب ایک کامل استاد کے سپرد کردی گئی تو پھر دوسرے استاد کی اصلاح کے کیا معنی۔ کیا طبیب حاذق گوارا کرسکتا ہے کہ اس کا مریض عطائیوں کا تختۂ مشق بنے۔

آپ روشن آرار باغ (سبزی منڈی دہلی) میں تشریف فرما تھے سردار گل محمد خاں سفیر کابل بڑے ادب سے حاضر ہوئے ان کے ساتھ سردار امیر احمد بھی تھے۔ مؤخرالذکر بغداد گئے تھے اور وہاں پیر سرسیّد عبدالرحمٰن سے بیعت ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے پیر کی کچھ تعریف بیان کی، تھوڑی دیر آپ خاموش رہے۔ آخر میں آپ کو قدرے جلال آیا بہ نظرِ عتاب ان کی طرف دیکھ کر فرمایا "اے خبیث پیشِ من تعریف کدام شخص می کنی، آں شخص کہ از سلطان المسلمین بغاوت کردہ رفیقِ انگلیسہا شدہ مُلکِ اسلام را بہ دستِ کفار سپردہ۔ ہوش کن، بارِ دگر ذکر چنیں خائنان اسلام پیش ما نہ کنی۔" جس وقت آپ یہ ارشاد فرمارہے تھے۔ امیر احمد کی حالت قابل رحم تھی۔ اس کے بعد وہ مہینوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور لطف اٹھاتے رہے آپ

---

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ۱۱ر مارچ ۱۹۷۱ء کو گل ہوگئی۔ جمعہ ۱۲ر مارچ کو ہولی تھی ہنود نے ہولی نہیں کھیلی، اور آپ اپنے مسکن جرول ضلع بہرائچ میں مدفون ہوئے رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

Marfat.com

کی رحلت فرمانے کے چند سال بعد ان سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی مبارک صحبت کو یاد کر کے روتے تھے۔،

۱۳۱۱ھ ہجری کے شروع میں ایران کے قبیلۂ بختیار کا خان ایک فوجی دستہ کے ساتھ کوئٹہ میں درِ اقدس پر حاضر ہوا اور باہر ایک طرف کو ذرا فاصلہ پر کھڑا ہو گیا مجھی حاضر تھی اور آپ برائے تفریح تشریف لے جانے والے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے۔ دربان نے اطلاع کی۔ حضور از ایران خانِ بختیار برائے زیارت آمدہ، آپ نے فرمایا خان و سردار را نہ می شناسم من خود خانم و سردارم، یہ فرما کر آپ برائے تفریح تشریف لے گئے یہ خان مسلسل کئی دن صبح و شام حاضر ہوتا رہا آخر میں صرف ایک ملازم کو ساتھ لے کر بہت سادہ لباس میں آیا اور بڑی دیر تک دروازہ پر بیٹھا رہا لیکن ملاقات نصیب نہ ہوئی ۱۳۴۳ھ کو وہ اس فقیر سے ملا، کہنے لگا کہ آپ کی خدمت میں آتے وقت یہ خیال دل میں آیا تھا کہ ایک بڑی قوم کا خان ہوں اور کچھ روپیہ بھی ہدیۃً لے کر جا رہا ہوں۔ آپ ضرور مجھ سے اچھی طرح ملیں گے یہ خیال تھا جس کے باعث دست و پابوسی سے حرماں نصیب ہوا۔ مع ذٰلک میرے لئے یہ شرف کیا کم ہے کہ ایک نظر آپ کو دیکھ لیا۔

یہ ہے استغنار کی ایک مثال اور یہ ہے سیاست بادشاہوں کی سی اور یہ ہے شان دبدبۂ حضرت شاہ عبد اللّٰہی اور یہ ہے مَنْ رَاٰہُ بَدِیْہَۃً هَابَہٗ کی کیفیت، آپ کے جدِ سابع مُنْتَسِبُ الْاَئِمَّہ سلطان الاولیار

حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہ کی یہی شان تھی۔ کسی نے اعتراضاً کہا۔ حضرت شیخ میں تکبر آ گیا ہے۔ آپ کے مسامعِ شریفہ تک یہ بات پہنچی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ این تکبر از کبریائی اوست جل جلالہٗ یعنی یہ سارا کروفر اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کبریائی اور عظمت کا ایک پرتو اور ظہور ہے ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔

جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد ،
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

مرشد کامل وہ ہے جو متخلق بہ اخلاق اللہ ہو اور مہذب بہ اوصاف رسول اللہ، عالم ہو، باتدبیر ہو، صاحب جلال ہو، صاحب جمال ہو، صاحب کمال ہو، قہر سے متصف ہو، کبریائی کا اظہار کرے تو اللہ کے لئے، عظمت کا اظہار ہو تو اسی کے لئے۔ تواضع ہو تو اسی کے لئے۔ تذلل ہو تو اسی کے لئے، کسی سے ملے تو اللہ کے لئے، کسی سے نہ ملے تو اسی کے لئے۔ اگر نورِ ایمان کی جھلک پائے گلے سے لگائے اگر ظلمتوں میں گھرا پائے تو ان میں سے نکالے۔ مخلص پر مہربان ہو، معاند سے روگرداں ہو۔ جس کو ایسا مرشد ملے وہ خوش نصیب ہے سرمایہ سعادت اس کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ اکسیرِ حیات اس کو نصیب ہو چکی ہے ہر فعل میں اس کی اقتدا کرے ہر کام میں اس کا اتباع کرے۔ نماز پڑھنی اس سے سیکھے عبادت کرنی اس سے جانے اس کے ارشاد سے فقہ سیکھے اس کے اقوال سے حدیث سمجھے

Marfat.com

آں راکہ در سرائے نگارے است فارغ است
از باغ و بوستاں وتماشائے لالہ زار

نمبر ۳۰ لکھا ہے۔ مولوی عبدالمجید نے پوچھا تھا انبیاء کا سا دین کس کا ہو سکتا ہے میں نے جواب دیا تھا کہ مراد یہ ہے کہ انبیاء کا دین جس طرح دنیوی اغراض سے پاک ہوتا ہے اور یہ مراد نہیں کہ ایسا کامل ہو الخ **بصیرہ** دین کے بہت سے معانی ہیں۔ دس معانی سے تو یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ حافظ ابن جوزی نے مدہش میں لکھا ہے ۱۔ جزا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۲۔ اسلام بالهدیٰ وَدِيْنِ الْحَقِّ ۳۔ عذاب ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۴۔ طاعت وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ ۵۔ توحید مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۶۔ حکم مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ ۷۔ حد وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ ۸۔ حساب۔ يومئذ يوفيهم الله دينهم الحق ۹۔ عبادت قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۱۰۔ ملت۔ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۔ اور اس لفظ کا استعمال ورع، سیرت، عادت اور دوسرے معانی میں بھی آیا ہے۔ اردو میں اس کا استعمال زیادہ تر مذہب کے معنی میں ہوتا ہے حضرت ابن عربی نے کیا لفظ استعمال کیا ہے کہ جس کے معنی اردو میں دین کے لئے گئے ہیں اور اگر حضرت نے دین ہی کا لفظ استعمال کیا ہے تو پھر کس معنی میں استعمال کیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر حضرت کی عبارت سامنے ہوتی تو مدد ملتی۔ مولوی اشرف

Marfat.com

علی صاحب نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے اور انھوں نے غالباً مذہب کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ یعنی انبیاء کا مذہب دنیوی اغراض سے پاک ہوتا ہے وہ کسی دنیوی مقصد کے لئے اللہ کے دین کی تبلیغ نہیں کرتے ہیں ان کے ہر کام میں اور ہر بات میں اخلاص ہوتا ہے۔ یہی کیفیت مرشد کامل کی ہونی چاہیئے اس کے ہر کام میں ہر بات میں اخلاص ہو، وہ مرید کے ساتھ جو معاملہ کرے اللہ کی رضامندی کے لئے کرے اس کا ایمان کامل ہو، اس کا یقین محکم ہو، وہ ہر وقت اللہ سے ڈرتا رہے ہر آن اس کی یاد میں مصروف رہے اس کی خاموشی فکر ہو اس کی بات ذکر ہو، اس کی نظر فیض اثر سے پردۂ غفلت دور ہو اور اس کے دیکھنے سے دل کو حضور ہو، یہ ہے مرشد کامل کی تیسری صفت، اور بحمد اللہ واحسانہ حضرت سیدی الوالد میں یہ وصف بہ درجۂ اتم موجود تھا اور اس طرح حضرت ابن عربی قدس سرہ کی بتائی ہوئی صفتوں کی رُو سے ہر سمجھ دار یہی کہے گا کہ آپ مرشدِ زمانہ و مربی یگانہ تھے شریعت پر عامل طریقت میں کامل تھے۔ مولوی محمد امیر الدین معروف بہ منشی امیر خاں دہلوی آپ کے جد امجد سے بیعت تھے۔ آپ کے حلقہ میں بالتزام شریک ہوتے تھے۔ ایک دن ذوق وشوق کی حالت میں آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے چہ داند جام و سنداں باختن

Marfat.com

اس تمام بحث کے بعد یہ عاجز کہتا ہے کہ سیّدی وسندی واٰبائی وقبلتی وملاذی وحجتی ومعتمدی ومرشدی قدس اللہ سرّہ وافاض علی العالمین من برکاتہ واسرارہ وانوارہ کا نور ایمان کتنا قوی تھا یہ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم احسانہ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں آپ میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی وہ نشانیاں ــــ جن کا ذکر احادیث شریفہ میں آیا ہے پوری طرح موجود تھیں۔ آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا خیارکم الذین اذا رأوا ذکر اللہ۔ پانچ سال ہوئے ضلع بلند شہر کے چودھری خدا بخش نے اپنا واقعہ خانقاہ شریف آ کر مجھ سے بیان کیا[لہ] کہ بچپنے سے مشرکوں کی صحبت میں رہا۔ اسلام سے بالکل بے خبر تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ میں پورا مشرک تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں علی الاعلان گستاخی کرتا تھا سالوں اس حال پر گزرے۔ ایک دن میں بلند شہر گیا وہاں نمائش ہو رہی تھی نمائش گاہ کے دروازہ پر میں نے آپ کو بگھی میں سوار ہوتے دیکھا۔ صدہا لوگ آپ کو گھیرے ہوئے تھے ہر شخص کی خواہش تھی کہ کسی طرح آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر سعادت حاصل کرے۔ میری نظر جب بھی آپ پر پڑی مجھ کو آپ بالکل نوری فرشتہ

---

لہ چودھری خدا بخش کی ملاقات خانقاہ ارشاد پناہ میں دو شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۶۴ھ (۳ ستمبر ۱۹۴۵ء) کو دوپہر کے وقت ہوئی۔
غفر اللہ لہٗ ورحمہٗ وجعل الجنۃ مثواہ۔

Marfat.com

معلوم ہوئے۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح آپ کو بھولوں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور آپ کی سواری روانہ ہو گئی۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا، یہ بزرگ کون تھے۔ کسی نے بتایا کہ یہ دلّی کے حضرت مولانا شاہ ابوالخیر تھے۔ خدا بخش نے کہا یہ پہلا دن تھا کہ اسلام کی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی اور میرے ظلمت کدہ شرک میں ایمان کی کرن چمکی اور پھر اللہ نے وہ دن دکھایا کہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور دولتِ ایمان سے بہرہ مند ہوا۔ جس دن سے میں نے آپ کی طلعتِ نورانی دیکھی تھی، یہی تمنا تھی کہ کسی طرح آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔ آج میں پہلی مرتبہ دلّی آیا ہوں یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ رحلت فرمائے خلد بریں ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا ہوں یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کا یاد آنا۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کو عام طور سے جو آپ سے عقیدت اور محبت تھی اور اللہ تعالیٰ کے بندے جو تعریف اور توقیر آپ کی کرتے تھے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ از گروہِ محبوبان تھے۔ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ[۵] (رواہ مسلم)

---

[۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کسی بندے سے اللہ کو محبت

بقیہ حاشیہ صد پر

Marfat.com

اور یہ دیکھتے ہوئے کہ آپ کے انتقال کے بعد ہزاراں ہزار بندگان خدا نے آپ کی ثنائے جمیل کی اور آپ کے اوصافِ حسنہ کو بیان کیا تو بموجب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ کما رواہ البخاری ومسلم۔ ھٰذا اَثنیتم علیہ خیراً فوجبت لہ الجنۃ (الحدیث) آپ از اصحاب جنات نعیم ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے ابواب علوم کھول دئے تھے، کیا علمِ ظاہر اور کیا علمِ باطن۔

از و روشن شدہ راہِ شریعت  از و سر سبز شد باغ طریقت

۲۹ر جمادی الآخرہ ۱۳۴۱ ھ سنہ ہجری مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۲۳ء سنہ میلادی جمعہ کی مبارک شب کو رات کے دو بج کر پانچ منٹ پر تبسم فرماتے ہوئے رحلت فرمائے خلد بریں ہوئے یہ وہ مبارک وقت تھا جب آپ حلقہ سے فارغ ہوا کرتے تھے۔ اس رات مغرب سے آسمان پر ابر چھا گیا، بارش ہونے لگی اور جس وقت آپ رحلت فرما رہے تھے اس وقت رَعد و بَرق و باد و باراں کا جس شدّت سے ظہور ہوا، یہ بات عالم آشکارا ہوگئی کہ اگر زمین اور اس کے رہنے والے اس حادثہ جاں کاہ سے بے قرار ہیں تو آسمان

---

(بقیہ گذشتہ صفحہ) ہوتی ہے۔ وہ جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے۔ مجھ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم اس سے محبت کرو چنانچہ جبریل کو اس سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر جبرئیل آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ نے فلاں بندہ سے محبّت کی ہے لہٰذا تم اس سے محبت کرو چنانچہ اہلِ سماء اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر اس بندے کے لئے زمین میں مقبولیت رکھدی جاتی ہے۔ یعنی زمین والوں کے دل اس بندہ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

اور اس کے ساکنین بھی متالم اور اشک بار ہیں اور اس طرح بکت علیہم السمآءُ وَالْاَرْضُ کی تفسیر سب پر ظاہر ہوئی ؎

حیف بلند حشم گیتی مقتدائے کاملے
چوں ابوالخیر ولی قطب جہاں فخر زمن

جمعہ کے دن بین العصر والمغرب آپ کے جسدِ اطہر کو در پہلوئے جد امجد اعلیٰ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ مادرِ خاک کے سپرد کیا۔ شیخ غلام احمد ہانسوی نے اس وقت یہ اشعار پڑھے۔

شہ ابوالخیر بہ صد خیر بہ سیر جنت
رفتی و دیدہ پرخوں بہ فراقت کردم

روح پاک تو طلب کرد خدا در قربت
خاک بادا بہ سر ما کہ بہ خاکت کردم

ذاتِ پاک تو فنا گشت بہ ذاتِ واحد
ما عجب تیرہ دروناں کہ جداکت کردم

اے دعائے تو سپر بود ز آفت ما را
ز سنجہت قصد نہایت بہ ہدایت کردم

رضی اللہ جلّ وعلا عنہ، ونور اللہ مضجعہ وقدس سرہ ورفع شانہ واعلیٰ درجتہ وحشرہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وافاض علی العالمین من برکاتہ واسرارہ وانوارہ۔ اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ عندک اللھم ما رزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب، اللھم وما زویت عنی مما احب فاجعلہ فراغا لی فیما تحب اللھم زین ظواھرنا بخدمتک وبواطننا بمحبتک وقلوبنا بمعرفتک وارواحنا بمشاھدتک واسرارنا بمعاینۃ جناب قدسک اللھم ارنا الحق حقا

Marfat.com

وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَلَا تَكِلْنَا
اِلٰى اَنْفُسِنَا وَلَا اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَكُنْ
لَنَا وَلِيًّا وَّنَاصِرًا وَحَافِظًا وَعَوْنًا وَّمُعِيْنًا وَعَلٰى كُلِّ خَيْرٍ
دَلِيْلًا وَّمُلَقِّنًا وَّمُؤَيِّدًا - اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدَّارَيْنِ
حَسَنَةً يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ - اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِيَ
اَللّٰهُمَّ سَهِّلْ عَلَيْنَا بِجُوْدِكَ وَيَسِّرْ عَلَيْنَا بِكَرَمِكَ يَا اَكْرَمَ
الْاَكْرَمِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ - اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْنَا حَتّٰى
نَتُوْبَ اِلَيْكَ وَاعْصِمْنَا حَتّٰى لَا نَعُوْدَ وَحَبِّبْ اِلَيْنَا الطَّاعَاتِ
وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْخَطِيْئَاتِ - اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - سُبْحَانَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ -

درگاہ شاہ ابوالخیر (خانقاہ شاہ غلام علی)
رحمۃ اللہ علیہما
بازار چتلی قبر[۵]، شہر دہلی ۶
دوشنبہ ۲۷ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۷۲ ہجری
۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۳ء میلادی

۵. اب اس بازار کا نام شاہ ابوالخیر مارگ ہے۔

Marfat.com

# سلسلۂ نسب

## ابن الابن برخوردار میاں انس سلمہ اللہ و حفظہ سے خلیفۂ برحق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک

انس[1]، بوالفضل[2] و پس زید[3] و ابوالخیر[4] و عمر[5] تاباں

سعید[6] و بوسعید[7] و پس صفی[8] القدر والا شاں

عزیز[9] القدر، عیسٰی[10]، سیف[11] دیں، معصوم[12] و شہ احمد[13]

سپس عبد الاحد[14] حق بیں و زین العابدیں[15] حق داں

دگر عبد الحی[16] و شیخ محمد[17] پس حبیب[18] اللہ

رفیع الدیں[19]، نصیر الدیں[20]، سلیماں[21]، یوسف[22] دوراں

سپس اسحاق[23] و عبد اللہ[24] شعیب[25]، احمد[26] دگر یوسف[27]

شہاب الدین[28] و نور الدیں[29]، نصیر الدین[30]، محمود[31] آں

سلیمان[32] و دگر مسعود[33] و عبد اللہ[34] کہیں واعظ

چو عبد اللہ[35] مہیں واعظ ابوالفتح[36] آں مہ رخشاں

Marfat.com

پس اسحٰق و ابراهیم و ناصر باز عبد الله

عمر پس حفص و عاصم پور عبد الله صحابی داں

ختام ایں نسب نامہ امام الأعدلیں آمد

عمر فاروق بین الحق والباطل شہ خوباں

## قطعات تاریخ طبع رسالہ بزم خیر از زید

از

عزیز گرامی حافظ قاری عبد الحمید مجددی فاروقی حفظہ اللہ تعالےٰ

عربی

أَلَا یَا عِنْدَ لَیْبَ الْهِنْدِ هَیِّمْ
بِجَبْرٍ عَبْقَرِیٍّ فِیْكَ زَهْوًا

بِزَیْدٍ رَدَّ فِیْ تَالِیْفِهٖ عَنْ
أَبِیْهِ الزُّوْرَ إِعْلَانًا وَنَجْوٰی

لَعَمْرِیْ قَدْ أَجَادَ فَکُلُّ عَیْنٍ
تُشَاهِدُ اضْطِرَابَ الْبَحْرِ رَهْوًا

تَعِشْ ذِکْرٰی أَبِی الْخَیْرِ الْمُفَدّٰی
وَمَا لِیْ دُوْنَهٗ لِلّٰهِ رَجْوٰی

تَعَسَّرَ أَنْ نُزُوْلُ سُبَاتِ قَوْمٍ
إِذَا مَا نَالَتِ الْأَفْکَارُ صَحْوًا

لَهُ التَّالِیْفُ وَالتَّارِیْخُ مِنِّیْ

تَزَیَّنَ بَزْمُ خَیْرٍ اَزْ زَیْدُ زَهْوًا

۱ ۳ ۵ ۷ ۴

# فارسی

اللہ اللہ امتیازِ نیک و بد | گرد زید آں مردِ عرفاں معتبر
ہر کس و ناکس نہ داند رمز ھا | غیر یک فردِ مسلماں معتبر
شد جواب بزمِ جمشید اے حمید | حجّت مقبول و برھاں معتبر
طرزِ اظہارِ حقیقت مرحبا | گشت نزدِ نکتہ سنجاں معتبر
عمدۃ الاقوالِ فیہا قد جمع | گو کمش یک بزمِ دوراں معتبر
ہر مریضِ باطنی یابد شفا | حبذا ایں آبِ حیواں معتبر

مصرعِ تاریخ طبعش گفت دل
بزمِ خیر از زید شد آں معتبر
۱ ۹ ۴ ۵ ۵

# اردو

ہوئی طبع خوب یہ تصنیف | لو مکمل ہے بزمِ خیر از زید
پیش کردے حمید یہ تاریخ | ایک مشعل ہے بزمِ خیر از زید
۱۳ ۵ ۷ ۴

قَالَ المُؤَلِّفُ عَفَی اللہُ عَنْہُ
تَمَّ بِالْخَیرِ وَانْتَہَا
۸۷ + ۶ + ۸ ۴ ۳ + ۴ ۴۰
۱۳ ۵ ۷ ۶

Marfat.com

Marfat.com

# حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی کی مطبوعات

## ان کتابوں کے مطالعہ سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا

---

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | مقاماتِ اخیار (سوانح حیات ابوالخیر) فارسی ۔ آفسٹ | ۴۰/۰۰ |
| ۲ | مقامات خیر (سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر) ۲۰×۲۶/۸ اردو | ۳۰/۰۰ |
| ۳ | مقامات خیر (سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر) ۱۸×۲۲/۸ " | ۲۵/- |
| ۴ | حضرت مجدد اور ان کے ناقدین اردو آفسٹ | ۱۵/- |
| ۵ | تاریخ القرآن از مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی آفسٹ | ۱۵/۰۰ |
| ۶ | بزمِ خیر از زبد در جواب بزم جمشید، آفسٹ | ۱۲/- |
| ۷ | علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء " | ۱۲/۰۰ |
| ۸ | معمولاتِ خیر از مولانا محمد نعیم اللہ خیالی " | ۱۰/۰۰ |
| ۹ | مجموعہ خیر البیان، خیر المورد، نظم شمائل | ۱۰/- |
| ۱۰ | منہج الالباری فی السلام علی الانبیاء والرضا عن الاولیاء | ۱/۵۰ |

## شاہ ابوالخیر اکاڈمی

درگاہ شاہ ابوالخیر، شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۶

Marfat.com

# حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی کی مطبوعات

ان کتابوں کے مطالعہ سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا

---

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | مقاماتِ اخیار (سوانح حیات ابوالخیر) فارسی۔ آفسٹ | ۴۰/۰۰ |
| ۲ | مقاماتِ خیر (سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر) ۲۰×۲۶/۸ اردو | ۳۰/۰۰ |
| ۳ | مقاماتِ خیر (سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر) ۱۸×۲۲/۸ " | ۲۵/- |
| ۴ | حضرت مجدد اور ان کے ناقدین اردو آفسٹ | ۱۵/- |
| ۵ | تاریخ القرآن از مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی آفسٹ | ۱۵/۰۰ |
| ۶ | بزمِ خیر از زبد در جواب بزم جمشید، آفسٹ | ۱۲/- |
| ۷ | علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء " | ۱۲/۰۰ |
| ۸ | معمولاتِ خیر از مولانا محمد نعیم اللہ خیالی " | ۱۰/۰۰ |
| ۹ | مجموعہ خیر البیان، خیر المورد، نظم شمائل | ۱۰/- |
| ۱۰ | منہج الابارنی السلام علی الانبیاء والرضا عن الاولیاء | ۱/۵۰ |

## شاہ ابوالخیر اکاڈمی

درگاہ شاہ ابوالخیر، شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۶

Marfat.com